بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ اردو

# ریویو آف ریلیجنز (قادیان)

Digitized by Khilafat Library

(یعنی)

## دنیا کے مذاہب پر نظر

مرتبہ

علی محمد اجمیری

بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۹ھ مطابق یکم مئی سنہ ۱۹۴۰ء

ماہ ہجرت سنہ ۱۳۱۹ ہش

جلد ۳۹ عدد ۵

# مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اُردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سنہ ۱۹۰۲ء میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

Digitized by Khilafat Library

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفینِ اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے۔ اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بروقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے، طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیلِ زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اُردو ماہنامہ ہے، بوجہ علمی مجلّہ ہونیکے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے، نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے:۔

| تعداد | ایک ماہ | تین ماہ | چھ ماہ | ایک سال |
|---|---|---|---|---|
| ایک صفحہ | پانچ روپے | تیرہ روپے | چوبیس روپے | پینتالیس روپے |
| نصف صفحہ | تین روپے | آٹھ روپے | چودہ روپے | پچیس روپے |
| ربع صفحہ | دو روپے | پانچ روپے | نو روپے | پندرہ روپے |

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

ماہنامہ

# ریویو آف ریلیجنز

(اُردو)

(یعنی)

## دُنیا کے مذاہب پر نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد ۳۹ | ۲۲ ربیع الاوّل ۱۳۵۹ھ مطابق یکم مئی ۱۹۴۰ء | عدد ۵

Digitized by Khilafat Library

## فہرست مضامین


| | | |
|---|---|---|
| اداریہ | صـ ۲ | ایڈیٹر |
| فلسفۂ عذاب اور زلازل | صـ ۷ | حقّانی ایم۔اے |
| جمہوریت، ڈکٹیٹر شپ اور اسلامی نظامِ حکومت | صـ ۲۱ | جناب چوہدری عبدالمجید صاحب بی۔اے۔آنرز |
| مسلمانوں میں مسیحیوں کی تبلیغی جدوجہد | صـ ۳۰ | جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی۔اے ایل ایل بی |
| نئی کتابوں پر تبصرہ | صـ ۳۸ | مولانا عبدالاحد صاحب فاضل و پروفیسر عبداللہ بن سلام سابق رودر دیو شاستری |

# اداریہ:-

جب سے حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب پشاوری نے سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی ہے، تب سے جناب مولوی محمد علی صاحب نے نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی ذات کے خلاف بالخصوص اور جماعتِ مبایعین کے خلاف بالعموم حملے کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ چنانچہ گذشتہ تین چار ماہ کے عرصہ میں "پیغام صلح" کے بہت کم پرچے ایسے شائع ہوئے ہیں، جن میں مولوی صاحب موصوف کا کوئی ایسا مضمون یا خطبہ نہ چھپا ہو، جس میں انہوں نے حضرت امیر المؤمنین اور آپ کی جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے میں اپنا سارا زورِ قلم اور فنِ خطابت استعمال نہ کیا ہو۔

Digitized by Khilafat Library

ان مضامین کی تہ میں جہاں ایک طرف صاف طور پر انتقامی جذبہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب کی بیعت سے مولوی محمد علی صاحب کو اپنی جماعت میں بد دلی اور انتشار پیدا ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اور آپ ان مضامین کے ذریعہ سے اس خطرہ کا سدّ باب کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کو یہ یاد رکھنا چاہیئے، کہ ٹھوس حقائق کے مقابلہ میں محض لفّاظی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ وہ خواہ کتنا زور لگائیں، حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی تائید میں خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت اپنا کام کرکے رہے گی، اور حضور کی خلافت کی صداقت پر جس چیز نے آج سے چند سال پیشتر ملک غلام محمد صاحب رئیس لاہور، خان بہادر محمد دلاور خانصاحب اسسٹنٹ کمشنر پشاور اور شیخ عبدالرزاق صاحب مرحوم بیرسٹر لائل پور وغیرہ پر اثر کیا تھا، اور انہیں جماعت لاہور سے کاٹ کر مرکزِ سلسلہ سے وابستہ کر دیا تھا، اور اب حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب کو متاثر کیا ہے، وہ یقیناً دوسرے غیر متعصّب لاہوری احباب پر بھی اثر انداز ہوگی، اور سیّدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کا الہام وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ جس طرح حضرت مولوی غلام حسن خانصاحب اور لاہوری جماعت کے بعض دیگر سر کردہ ارکان کی بیعت کی شکل میں پورا ہو کر مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے رفقاء کی مغلوبیت کا نظارہ پیش کرتا رہا ہے، آئندہ بھی پورا ہوتا رہے گا، اور ان کی مغلوبیت کا سامان مہیا کرتا

رہے گا۔ جناب مولوی محمد علی صاحب کی کوئی کوشش اس الٰہی تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔

---

اگر مولوی محمد علی صاحب غور فرمائیں، تو ان کے لئے یہ عبرت کا مقام ہے، کہ ان کے کچھ ساتھی تو خدا تعالیٰ نے وفات دیکر ان سے جدا کر دیئے، اور کچھ مرکزِ سلسلہ سے وابستہ ہو گئے، اب ان کے ساتھ سوائے اپنے چند قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کے بہت تھوڑے لوگ ہیں، بلکہ یہ کہنا چاہیئے، کہ صرف چند خاندان ہیں، جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے۔ اور آئندہ ان کی جماعت کا مستقبل کیا ہے؟ اس کا کسی قدر اندازہ ان خطوط سے ہو سکتا ہے، جو جناب مولوی صاحب کو ان کی جماعت کے لوگوں کی طرف سے آرہے ہیں، اور جن کا ذکر آپ نے اپنے خطبہ جمعہ مطبوعہ "پیغام صلح" مورخہ ۱۸ اپریل میں حسب ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"مجھے باہر سے خطوط آتے ہیں، کہ جماعت چھوٹی ہے، آپ کے بعد یہ جماعت مر جائے گی، ختم ہو جائے گی"

Digitized by Khilafat Library

یہ خط مولوی صاحب کو انکے کسی مخالف نے نہیں لکھے، کہ اس کی رائے کو تعصب کا نتیجہ سمجھا جائے، بلکہ انکی جماعت کے واقفکار اور دردِ دل رکھنے والے اصحاب نے لکھے ہیں۔ ان میں جماعت کے موجودہ افراد اور آئندہ نسل کے حالات پر گہری نگاہ ڈال کر صحیح تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ خطوط دراصل ایک یا دو اشخاص کے خیالات کے آئینہ دار نہیں ہیں، بلکہ انہیں جماعت کے سمجھدار طبقہ کی رائے سمجھنا چاہیئے، جو واقعات پر مبنی ہے۔ اب کیا یہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی خلافت حقّہ پر خدا کی ایک اور زبردست شہادت نہیں ہے، کہ آپ کے مخالف فریق کی ترقی بالکل مسدود ہو گئی ہے، اور نہ صرف یہ کہ ترقی مسدود ہو گئی ہے، بلکہ اس میں یاس اور ناامیدی پیدا ہو گئی ہے۔ کسی جماعت میں جب باہر سے کوئی داخل نہ ہو، یا نئے داخل ہونے والوں کی تعداد نہایت ناقابلِ ذکر ہو، اور اس کی آئندہ نسلوں پر بھی کوئی امید نہ ہو، تو اس کی موت میں کیا شک و شبہ رہ جاتا ہے۔ پھر جب اس جماعت میں خود یہ احساس پیدا ہو جائے، کہ ہم کچھ عرصہ کے بعد ختم ہو جائیں گے، تو یہ احساس اس کی موت کو اور بھی زیادہ قریب کر دیتا ہے۔

---

جناب مولوی صاحب اپنے خطبات و تحریرات میں حضرت مولوی غلام حسن خان صاحب کو

مخاطب کرتے ہوئے بار بار اس بات پر زور دیتے ہیں، کہ جماعت مبایعین کی کثرت ان کی صداقت کی دلیل نہیں ہے، اور اس کی تائید میں آپ یزید اور امام حسینؓ کی مثال کو پیش کرتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ اس مثال کی ہمارے اور لاہوری احباب کے اختلاف میں کوئی مناسبت ہے یا نہیں، ہم جناب مولوی صاحب سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں، کہ اگر آپ فی الحقیقت حضرت امام حسینؓ کے مثیل ہیں، تو یہ کیا معاملہ ہے، کہ آپ کی جماعت دن بدن کم سے کمتر ہوتی جاتی ہے۔ بے شک حضرت امام حسینؓ کی جماعت یزید کے مقابلہ میں وقتی طور پر قلیل اور کمزور تھی، مگر بالآخر خدا تعالےٰ نے حضرت امام حسینؓ کی جماعت کو ترقی دی، چنانچہ ان پر آج کروڑوں بندگانِ خدا سلام اور درود بھیجتے ہیں، اور یزید ہر طرف سے لعنتوں کا نشانہ بنا ہوا ہے، سو اگر آپ حضرت امام حسینؓ کے مثیل ہیں تو چاہیئے، کہ آپ کی جماعت ترقی کرے، نہ یہ کہ پہلے سے بھی کمتر ہوتی جائے، اور اب تو یہ حالت ہے، کہ آپ کی اپنی جماعت کے لوگوں میں مایوسی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں، اور وہ محسوس کر رہے ہیں، کہ ہم چند دن کے مہمان ہیں۔ الٰہی جماعتیں خواہ کتنی چھوٹی اور کمزور ہوں، ان میں یہ نا امیدی کبھی پیدا نہیں ہوتی۔

Digitized by Khilafat Library

---

یہ مانا کہ بعض اوقات چھوٹی جماعت حق پر ہوتی ہے، اور اس کے مقابلہ میں بڑی جماعت ناحق پر، جیسا کہ احمدیوں اور غیر احمدیوں یا حضرت امام حسینؓ اور یزیدیوں کے معاملہ میں ہوا، مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا، کہ سچی جماعت تنزّل کی طرف جا رہی ہو، بلکہ سنّت اللہ یہ ہے، کہ اہلِ حق آج اگر تھوڑے ہیں، تو کل بڑھیں گے، اور تدریجاً ترقی کرتے جائینگے۔ یہی سنّت اللہ ہمیشہ سے سچی جماعتوں کے ساتھ چلی آئی ہے۔ لیکن جناب مولوی محمد علی صاحب اس بات کو تو بار بار پیش کرتے ہیں، کہ اہلِ حق تھوڑے ہوتے ہیں، اور اس سنّت اللہ کو بالکل فراموش کر رہے ہیں، کہ سچی جماعتیں گو ابتداء میں چھوٹی ہوتی ہیں، مگر پھر ان کو اللہ تعالےٰ آہستہ آہستہ ترقی دیتا ہے، حتیٰ کہ وہ بڑی قومیں بن جاتی ہیں۔ یہ ایک ایسا الٰہی قانون ہے، جس سے جناب مولوی صاحب ایسے مفسرِ قرآن کو ناواقف نہیں سمجھا جا سکتا، کیونکہ قرآن مجید میں جا بجا انبیاء کی جماعتوں کا یہی حال

بیان ہُوا ہے۔

پس ہم جناب مولوی صاحب سے مؤدّبانہ دریافت کرتے ہیں، کہ اگر آپ حق پر ہیں، توخدائی سنّت کے مطابق آپ کی جماعت ترقی کیوں نہیں کرتی، تنزّل کی طرف کیوں جارہی ہے؟ حضرت امام حسین رضؓ کے مثیل تو آپ اسی صورت میں ثابت ہوسکتے ہیں، جب آپ کی جماعت پہلے سے ترقی کررہی ہو، مگر واقعہ اس کے برعکس ہے۔ آپ اپنے مُنہ سے بے شک جس کا مثیل چاہیں بنیں، اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور آپ کی جماعت کو جس کا مثیل چاہیں بنائیں لیکن خدارا ذرا واقعات پر بھی غور کریں، کہ وہ آپ کو کس کا مثیل ثابت کررہے ہیں، اور حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور آپ کی جماعت کو کس کا؟ اگر آپ ذرہ بھی انصاف سے کام لیں، تو آپ کو ماننا پڑے گا، کہ سنّت اللہ کا فیصلہ آپ کے خلاف ہے، اور وہ آپ کے مسلک کو غلط قرار دے رہی ہے۔ کاش آپ منشاءِ الٰہی کو سمجھیں، اور راہِ حق کی طرف رجوع اختیار کریں۔

Digitized by Khilafat Library

**انعامی مضامین** رسالہ "ریویو" میں امسال انشاء اللہ اڑھائی سو روپے کے انعامی مضامین شائع ہوں گے، مضامین کی فہرست گذشتہ پرچہ میں درج ہوچکی ہے، لیکن مضامین پہونچنے کی جو تاریخیں اس سے قبل لکھی گئی تھیں، ان میں کسی قدر ترمیم کی ضرورت پیش آئی ہے، لہٰذا اب اعلان کیا جاتا ہے، کہ "تحریک احمدیّت کے قیام کی ضرورت ومقصد" اور "حضرت مسیح موعود علیہ السلام بطلِ اسلام کی حیثیت میں" کے عنوانات پر لکھے ہوئے مضامین رسالہ ہذا کے "یوم التبلیغ نمبر" میں شائع ہونگے، جو غیر احمدیوں میں تبلیغ کے لئے ہر سال منایا جاتا ہے۔ یہ مضامین ہمیں ۱۵ر جون تک مل جانے چاہئیں۔ کیونکہ یوم التبلیغ جولائی کے مہینہ میں ہوگا، اور ہم یہ مضامین انشاء اللہ یکم جولائی کے پرچہ میں شائع کرینگے۔

"آخری شارع نبی کی بعثت چھٹی صدی عیسوی میں کیوں ہوئی" اور "آخری شارع نبی کا ظہور

Digitized by Khilafat Library

# فلسفۂ عذاب اور زلازل

(از حقانی۔ ایم۔ اے)

صحت اور جوانی، دولت اور اقتدار، بے فکری اور فارغ البالی، امن اور آسودگی انسان کو بسا اوقات غافل اور کوتاہ اندیش بنا دیتے ہیں، وہ دنیاوی مشاغل میں ایسا منہمک ہوتا ہے، کہ اُسے کسی اور بات کا ہوش نہیں رہتا، وہ تن آسانیوں میں اس قدر مست ہوتا ہے، کہ اس کی آنکھیں کُھل نہیں پاتیں، نفسانی خواہشات اور ان کی تسکین اسے اس قدر لبھائے رکھتی ہیں، کہ وہ رُوح کی بیتابیوں کو محسوس بھی نہیں کر پاتا، دنیا اور اسکی نعمتیں اس کے لئے اتنی دلفریب ہوتی ہیں، کہ اُسے ان کے سوا اَور کچھ سوجھتا ہی نہیں یہ درد اور غم ہی ہے، جو انسانی رُوح کو بیدار کرتا، اور دنیا کی سطحی لذّات اور مسرّتوں سے انسان کو بے نیاز کر دیتا ہے۔ وہ لوگ جو ازلی فطرتِ صحیحہ پر قائم ہوتے ہیں، اور خدا خود ان کی تربیت اپنے ذمّہ لیتا ہے، بچپن سے لیکر جوانی تک اور جوانی سے لیکر بڑھاپے تک رُوحانی ترقیات کرتے ہی جاتے ہیں، تا آنکہ موت انہیں اپنے آغوش میں لے لیتی ہے، اور وہ اس قفسِ عنصری کی قید سے نجات پاکر عالمِ بالا کی لامتناہی ترقیات کے میدان میں قدم رکھتے ہیں۔ یہ وہ بزرگ ہستیاں ہیں، جن کے نفوسِ قدسیہ سے قومیں زندہ اور رُوحانی لذّتوں سے آشنا ہوتی ہیں۔ عام لوگ اپنی زندگی کے اکثر ایام بہائم کی طرح غفلت اور مدہوشی ہی میں گذار دیتے ہیں۔ ایک وقت آتا ہے، جب ان کے جذبات کو ٹھیس لگتی اور ان کی پُر امن زندگی میں دُکھ اور درد کا ورود ہوتا ہے۔ جب تک وہ اپنے ارادوں میں کامیاب ہوتے رہے، سُکھ اور آرام تھا صحّت اور جوانی تھی، امن اور آسودگی تھی، عزت اور وقار تھا، دولت اور اقتدار تھا، تو وہ اپنی نفسانی زندگی ہی میں مست تھے، اور انہیں

Digitized by Khilafat Library

کسی اور طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی فرصت نہ تھی۔ دکھ اور درد، غم اور بلا ان کی نفسیاتی کیفیات میں ایک زلزلہ بپا کر دیتے ہیں، ان کے اندر ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے، ان کی رُوح، جو غفلت کے لحافوں میں پڑی سوتی تھی، انگڑائی لیتی ہے، ان کا نشہ اُترنا شروع ہوتا ہے، اور مخمور آنکھیں وا ہونے لگتی ہیں، وہ اپنے ارد گرد نگاہ دوڑاتے ہیں، تو انہیں ایک نیا ہی عالم نظر آتا ہے، وہ جن چیزوں کو قیمتی اور اچھا سمجھے ہوئے تھے، وہ مکروہ اور ادنےٰ نظر آتی ہیں، ایک نیا عالم ان کی آنکھوں کے سامنے کھلتا دکھائی دیتا ہے، وُہ اپنے ماضی پر افسوس کرتے، حال پر غیر مطمئن اور مستقبل کے متعلق نئی امیدیں باندھتے ہیں، ان کی بے چین رُوح ایک نئی اور لازوال زندگی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتی ہے، وہ ڈھونڈتے ہیں، اور تلاشِ حق میں دروازے کھٹکھٹاتے پھرتے ہیں، حتےٰ کہ خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے اور انہیں راستہ مل جاتا ہے، اور اس راستے سے منزلِ مقصود تک لے جانے والا رہنما بھی۔

وسیع پیمانے پر یہی حال قوموں کا بھی ہُوا کرتا ہے۔ وہ قومیں جنہیں ملک اور حکومت، دولت اور اقتدار، ظاہری علوم اور ان کے نتیجہ میں طاقت حاصل ہوتی ہے، وہ مادّی اسباب ہی کو اپنا خدا سمجھنے لگتی ہیں، اور روحانی علوم اور خدائی امور کو توہمات میں شمار کرتی ہیں۔ ایک وقت آتا ہے، جب اُنکے ظاہری علوم ان کا ساتھ نہیں دیتے، اور سائنس کی عطا کردہ طاقت ان کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہے۔ دولت اور اس کی عطا کردہ خوشیاں، امن اور امن کے زمانے کی آسودگیاں طلائی زنجیریں بن کر ان کو اسیر بنا دیتی ہیں۔ حکومت اور اقتدار، ملک اور سلطنت کی ہوس ان کو کسی ایسی مصیبت میں لا ڈالتے ہیں، کہ ان کی عالی شان عمارات اور مستحکم قلعے، خوبصورت بستیاں اور عیش و تنعّم کے اسباب بھسم ہو کر رہ جاتے ہیں۔ کبھی تو گنجان بستیوں میں ہیضہ، پلیگ پھُوٹ پڑتے ہیں، اور باوجود سائنٹیفک ایجادات اور مادّی ذرائع کے بستیوں کی بستیوں کا صفایا کر جاتے ہیں، کبھی پہاڑی مقامات میں رہنے والی قوموں کے مضبوط اور شاندار مکانات زلزلہ کے ایک جھٹکے میں نیچے آ رہتے ہیں، اور اپنے مکینوں

کو گہری نیند سلا دیتے ہیں، زمین کانپتی اور آہ و فریاد کرتی ہے، اس کا سینہ پھٹ جاتا اور غم کے آنسو چشموں کی صورت میں اُبل پڑتے ہیں، ان سے اس کثرت سے پانی رواں ہوتا ہے، کہ ملک پر سیلاب آجاتا ہے، اور سمندر اپنے ساحلوں کو جھکتا دیکھکر ملک پر چڑھ دوڑتا ہے، مال اور مویشی، دولت، اور سامانِ معیشت بہتے نظر آتے ہیں، بچے کھچے لوگ کڑاکے کی سردی، بے پناہ طوفانوں، فاقہ اور افلاس، جنگلی درندوں اور وباؤں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ Digitized by Khilafat Library

وسیع اور شاندار سلطنتیں، جنہیں اپنے علوم، ذرائع اور اقتدار پر ناز ہوتا ہے، چھوٹی اور کمزور مملکتوں کو ہڑپ کرتی جاتی ہیں، کمزور اور غیر منظّم قوموں کو غلام بناتی جاتی ہیں، تا آنکہ اس قسم کی شاندار سلطنتوں کو رقابت کا دیو آ دبوچتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو خشمگیں نگاہوں سے دیکھتی، اور زہر بھرے الفاظ سے یاد کرتی ہیں، اور اپنے تمام لاؤ لشکر، ساز و سامان اور انسانیت کو بھسم کرنے والے ہتھیار ایک دوسرے کے مقابلے میں لا کھڑے کرتی ہیں۔ خوبصورت اور رنگین بستیاں اور اُن کے حسین اور بانکے مکین جنگ کی آگ میں جلکر راکھ ہو جاتے ہیں، اور اس آتشِ غضب کے دھیما ہونے پر جو بچ رہتے ہیں، وہ وباؤں، مالی مشکلات اور امراض و آلام کا شکار ہونے لگتے ہیں۔ اس وقت ان تن آسان قوموں کی رُوح بیدار ہوتی ہے، اور وہ سفلی زندگی سے تنگ آکر علوی زندگی کی متلاشی نظر آتی ہیں، ان میں ایک سچی بے قراری، ایک سچّی تڑپ، اور ایک سچی پیاس پائی جاتی ہے۔ مصائب و آلام کی تاریک گھٹاؤں میں سے خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے، اور پیاسی قوموں کو پانی دیا جاتا ہے۔

رُوحانی بیداری اور روحانی ترقی کے لئے پہلے درد کا پیدا ہونا لازمی ہے، اور عوام کی زندگیوں میں یہ ایک ٹھیس، ایک چوٹ، ایک زلزلہ کے بغیر ناممکن ہے۔ افراد کی نفسیاتی کیفیات میں ایک بھونچال آتا ہے، اور قوموں کی اجتماعی زندگی میں ایک زلزلہ ؎

ضربتے باید کہ جانِ خفتہ برخیزد ز خاک   نالہ کے بے زخمہ از تارِ رُباب آید برُوں

Digitized by Khilafat Library

دنیا کے ہر ایک مذہب میں عہد حاضر کے متعلق پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں، یہ مادیات کا زمانہ ہے، اور رُوحانیت کا مضحکہ اڑایا جاتا ہے، سائنس پر ناز ہے، اور علومِ ظاہری پر اعتماد، لوگوں کے دلوں میں ایک قسم کا کِبر پیدا ہو چلا ہے، کہ وہ قوانینِ فطرت کو سمجھتے اور قدرتی بلاؤں اور حوادث پر غالب آسکتے ہیں، جوں جوں مادی ترقیات ہوتی جاتی ہیں، اور انسان قوانینِ قدرت پر حاوی ہو کر اپنی حفاظت کے سامان کرنے پر قادر ہوتا جاتا ہے، وُوں وُوں انسان کا کِبر بھی بڑھتا جاتا ہے، اگر قومِ عاد کو اپنے مضبوط اور بلند محلات پر ناز تھا، تو آجکل کے لوگوں کو سائنٹیفک ذرائع پر اعتماد ہے، اور وُہ الٰہی قوانین سے نہ صرف غافل ولاپرواہ ہیں، بلکہ ان کی کچھ حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ شاید یہی وجہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانے کے مامور کے انذاری علامات میں وباؤں، زلازل اور آتشِ جنگ کو خاص کیا ہے، مسلمانوں کو مسیح اور مہدی کی آمد کا انتظار ہے، اور احادیث میں اس کی آمد کے قہری علامات میں سے وبائی جنگ اور زلازل بیان ہوئے ہیں۔ عیسائیوں کو حضرت مسیحؑ نے اپنی آمدِ ثانی کے متعلق بتایا ہے" قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آدیگی۔ کال اور مری پڑیگی، اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے" (متی باب ۲۴ آیت ۷)

اسی طرح ہر قوم میں کسی نہ کسی مامور کی آمد کی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں، اور اسی قسم کے قہری علامات کا ذکر بھی پایا جاتا ہے۔ ہندوؤں میں حضرت کرشن کی آمدِ ثانی کی خوشخبری پائی جاتی ہے، اور اس کا آنا بھی زلازل، وباؤں اور جنگوں کے انذاری علامات کے ساتھ ہوگا۔ اتھروید کانڈ ۲۰ سوکت ۵۰ منتر ۱ و ۲ نیز سوکت ۷، ۶ منتر ۱ تا ۳ میں ایک رشی کی آمد کے متعلق جو خبر پائی جاتی ہے، اس میں بھی اسی قسم کے قہری نشانات کا ذکر ہے۔

غرض قرآنِ حکیم نے وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُولًا [1] کا جو اصل بیان فرمایا ہے،

[1] اور ہم عذاب نہیں بھیجتے، جب تک ہم کسی رسول کو مبعوث نہ کریں۔ (بنی اسرائیل ۲۰)

Digitized by Khilafat Library

اس کی تائید دیگر آسمانی کتابوں سے بھی ہوتی ہے، اور اس زمانے کے مامور من اللہ کے لئے بھی اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو بیدار کرنے کے لئے یہ انذاری علامات مقرر فرمائے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے جب کبھی اس اصل کی طرف دنیا کو توجہ دلائی جاتی ہے، تو وہ لوگ جن کے دل سخت ہو گئے، اور رُوحانی آنکھیں بند ہو چکی ہیں، اُلٹا تمسخر اور استہزا کرتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ یہ باتیں روحانیات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رکھتیں، ان کے مادی اسباب ہیں، اور مادی نتائج۔ لوگوں پر مصیبت آتی ہے، اور تم بجائے اظہارِ ہمدردی اور مادی امداد کے الٹا خوشیاں مناتے ہو۔

گذشتہ دنوں اناطولیہ میں جب ایک قیامت خیز زلزلہ بپا ہوا، ہزاروں جانیں ہلاک، ہزاروں انسان بے خانماں، بے سروسامان، بھوک اور افلاس، سردی اور سیلاب کا شکار ہو گئے، تو جہاں ہمارے دل ان کے مصائب و آلام پر خونچکاں تھے، وہاں دنیا کی رُوحانی فلاح و بہبود کے لئے بھی بے قرار تھے۔ قہرِ خداوندی کا یہ انذاری نشان جہاں خدائے قہار کی ہیبت و جبروت کا سکہ دلوں پر بٹھا دیتا ہے، وہاں مصیبت زدگان کے لئے عملی ہمدردی کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے۔ ہمیں اناطولیہ کے گرفتارانِ بلا سے پوری ہمدردی ہے، اور انسانیت کا یہ تقاضا ہے، کہ ہم ان کی ہر قسم کی امداد کریں۔ دُنیا کی ظاہری آنکھیں صرف مادیات پر جا کر رُک جاتی ہیں۔ تن، من، دھن سے مدد کرنا بلاشبہ نہایت ہی ضروری ہے، لیکن انسان صرف گوشت پوست ہی نہیں، اور اُسے روٹی، کپڑا، اور گھر ہی نہیں چاہیئے، بلکہ اس جسدِ خاکی کے اندر ایک نور کا ذرّہ بھی ہے، جس کی جِلا کے لئے بھی سامان مہیا کرنا ضروری ہے۔ بسا اوقات انسان کی رُوح ظلماتی پردوں میں لپٹ کر رہ جاتی ہے، اور اپنی نورانیت کو کھو بیٹھتی ہے، انسانی ہمدردی کا یہ بھی تقاضا ہے، کہ ایسی گرفتارِ بلا رُوح کے پردے چاک کرنے میں اس کی مدد کی جائے، تا ایسا ہو، کہ وہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پھر اس کی تاریک زندگی کو منوّر کر دے۔ روٹی، کپڑا اور مکان جسمانی زندگی کے لئے ضروری ہیں، لیکن رُوح کی پاکیزگی

Digitized by Khilafat Library

نہ صرف اس دُنیا کی زندگی اور مختلف مراحل طے کرنے کے لئے لازمی ہے، بلکہ آنے والی زندگی کے لئے بھی ازبس لازمی ہے۔ پس جہاں ہمیں ان لوگوں کی مادی امداد پُوری تن دہی سے کرنی چاہیئے، وہاں دنیا کے بھُولے بھٹکوں کو ان قہری نشانات کی غرض و غایت کی طرف بھی توجہ دلانا چاہیئے جب کبھی کوئی زلزلہ آیا ہے، اور جماعت احمدیہ نے اس کے رُوحانی پہلو پر لوگوں کو توجہ دلائی ہے، تو عام طور پر دیکھا گیا ہے، کہ مادیات میں ڈوبے ہوئے لوگوں نے بہت بُرا منایا ہے، اور وہ بے اختیار چلاّ اُٹھے ہیں، کہ لوگوں پر تو مصیبت آتی ہے، اور یہ خوشی منا رہے ہیں۔

میرے خیال میں اس خطرناک غلط فہمی کو دور کرنا ضروری ہے۔ ایک دانا ڈاکٹر مرض کے ظاہر ہونے سے بہت پہلے مریض کے حالات و قرائن سے معلوم کر لیتا ہے، کہ اسے کیا خطرہ درپیش ہے، اور ہمدردی کی بناء پر اُسے مشورہ دیتا ہے، کہ اُسے کیا تدابیر حفظِ ماتقدّم کے طور پر اختیار کرنی چاہئیں، تا آنے والی بلا ٹل جائے، اسے کن باتوں سے پرہیز کرنی چاہیئے، اور کن عادات اور بداحتیاطیوں کو ترک کرنا چاہیئے، کہ وہ صحت جیسی نعمت کو نہ کھو بیٹھے۔ نادان اور کج فہم آدمی، دانا اور ہمدرد ڈاکٹر سے استہزاء اور تمسخر کرتا ہے، اور اپنی پُرانی روش پر چلا جاتا ہے، یہانتک کہ مرض کے علامات ظاہر ہوتے ہیں، اور وہ بسترِ علالت پر دراز ہو جاتا ہے، ڈاکٹر بلایا جاتا ہے، اور وہ اُسے بتاتا ہے، کہ دیکھا! میں نے تمہیں پہلے ہی سے اس خطرہ سے آگاہ نہ کر دیا تھا؟ اگر تم میری ہدایات پر چلتے، تو آج یہ روزِ بد نہ دیکھنے، اچھا اب پرہیز اور علاج کرو، اور اچھا ہوئے پر قوانینِ صحت کی پابندی کا خیال رکھنا۔ تیمار دار اور دوسرے لوگ اس سے سبق سیکھ سکتے ہیں، اور حفظانِ صحت کے قوانین پر عمل درآمد کر کے صحت ایسی نعمت سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ اب اگر کوئی کج فہم یہ سمجھے، کہ ڈاکٹر کا قبل از وقت آگاہ کرنا یا مریض ہونے پر حقیقتِ حال کا سمجھانا مریض کی مصیبت پر خوش ہونا ہے، تو یہ اس کی نادانی ہے۔ ڈاکٹر کا فرض ہے، کہ نہ صرف ہمدردی سے علاج کرے، بلکہ مرض کے اسباب، اور ان سے بچنے کی تدابیر

مریض کے ذہن نشین کرادے۔ پس جب ہم زلزلہ کے متعلق دنیا کو اس کے رُوحانی پہلو کی طرف توجہ دلاتے ہیں، تو اس کے یہ معنے نہیں، کہ اس میں مصیبت زدگان کے ساتھ ہمدردی نہیں، بلکہ ہم جہاں مادی طور پر حتے المقدور ان کی مدد کرنا ضروری سمجھتے ہیں، وہاں روحانی علاج کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں، اور دُنیا کو بتاتے ہیں، کہ یہ خدا تعالےٰ کا عذاب ہے، اور خدا تعالےٰ نے اس سے بچنے کے لئے چند قوانین بتائے ہیں، جن پر چلنے سے مخلوقِ خدا، خدا کے قہر و عذاب کی آگ کو ٹھنڈا کر کے اس کی رحمت کی وارث ہو سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جہاں تک دُنیا کے الہامی مذاہب کا تعلق ہے، ان سب میں یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، کہ زلازل و وبائیں، قحط و آلام، جنگ و فساد اور عالمگیر تباہیاں خدائی عذاب ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جو عذاب وغیرہ کے سرے سے ہی قائل نہیں، ان کو پہلے خداوند تعالےٰ کی ہستی اور روحانی عالم کا وجود منوانا ضروری ہے، اور اس موضوع پر مَیں اپنے مضمون "مذہب کیا ہے؟" میں بحث کر آیا ہوں، اور بقیہ مسائل پر اس مضمون کی اگلی اقساط میں بحث کی جائیگی انشاء اللہ۔ عذاب کی فلاسفی اور اس کے فوائد و نتائج کے متعلق اس مضمون کے آغاز ہی میں اشارہ کیا جا چکا ہے، اور بتایا گیا ہے، کہ عذاب انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں میں ایک زلزلہ اور انقلاب بپا کرتا اور خوابیدہ روحوں کو بیدار کر کے رُوحانی حقائق کو قبول کرنے کے لئے طیار کرتا ہے۔ عذاب کے لفظ کی تہ میں ہی عَذُب، عذوبۃ (مٹھاس) کا راز پوشیدہ ہے، اور اس تلخی کے نیچے ایک شیرینی ہے، جس سے سعید روحیں ہی لطف اندوز ہو سکتی ہیں، اور ذوالمعارج (ترقیات دینے والے خدا) نے عذاب کے اندر انسانی ارتقا کے اسرار پنہاں رکھے ہیں۔ بصیرت رکھنے والی آنکھیں ان حقائق کو اس دنیا میں ہی دیکھ لیتی ہیں، اور شقی ازلی روحیں دوزخ کی بھٹی میں پڑ کر ہی اس کا احساس کر سکیں گی۔ لیکن اس وقت تو رونا اور دانت پیسنا ہی ہوگا، ہاں وہاں بھی جب میل کٹ جائیگی، تو پاکیزہ فضاؤں میں پرواز ہوگی۔

پس عذاب انسانی انتقام کی شکل پر نہیں، بلکہ خدائے رحمٰن کی رحمت، انسانوں کو بیدار اور پاک کرنے کے لئے یہ اصلاحی تدابیر قہری رنگ میں اختیار کرتی ہے۔

اب میں پنڈت جواہر لال نہرو جی کے ان اعتراضات کا جواب مختصر طور پر دینا چاہتا ہوں، جو انہوں نے زلزلہ بہار کے سلسلہ میں اپنی سوانح عمری میں تحریر فرمائے ہیں، وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ۔

Digitized by Khilafat Library

گاندھی جی نے زلزلہ بہار کو ایک عذاب قرار دیا تھا، اور اس کی وجہ ہندوستانیوں کا یہ گناہ بیان کیا تھا، کہ وہ کروڑوں انسانوں کو اچھوت سمجھتے ہیں۔ اس پر نہرو جی نے یہ اعتراض کیا ہے، کہ زلازل کو عذاب قرار دینا سائنٹیفک نظریہ کے خلاف ہے، یعنی زلزلہ کے اسباب تو طبعی اور مادی ہیں، اور انسانی عقائد و اعمال کا سطح زمین اور اس کے افعال پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ہو سکتا ہے، کہ کسی دماغی صدمہ کے باعث کسی کو بدہضمی یا کوئی اور شکایت ہو جائے، مگر یہ کہنا، کہ انسانی عقائد، رسوم اور احساسات کا اثر سطح زمین پر پڑ سکتا ہے، نہایت ہی لغو اور بعید از قیاس بات ہے۔

دراصل اس اعتراض کی تین شقیں ہیں:-

اوّل زلزلہ طبعی اور مادی اسباب کا نتیجہ ہے۔

دوم انسانی عقائد اور اعمال کا اس قسم کے حوادث سے کوئی تعلق نہیں۔

سوم خدا زلزلہ وغیرہ قسم کی آفات و بلیّات عذاب کے طور پر نازل نہیں کرتا، بلکہ یہ امور طبعی اور مادی ہیں۔

اس اعتراض کی تہ میں خدا کی ہستی کا انکار کام کرتا نظر آتا ہے۔

جہاں تک شق اول کا تعلق ہے، اس سے مجھے اس قدر تو اتفاق ہے، کہ زلزلہ کے پہلے اور بعد چند مادی اسباب اور نتائج نظر آتے ہیں، مگر یہ کہنا کہ ان اسباب و نتائج کے علاوہ کوئی اور سبب اور نتیجہ نہیں، یہ غلط ہے۔ کیونکہ ماہرین نفسیات میں ایک طبقہ ایسا بھی ہے، جو انسان کو

Digitized by Khilafat Library

گویا ایک مشین سمجھتا ہے، اور اس کے اعمال و افعال کو منصوبی اور غرض وغائت رکھنے والا نہیں مانتا، اور نہ ان کے پیچھے عام معنوں میں ( Mind ) دماغ کی کارفرمائی کا قائل ہے، بلکہ وہ انسان کی تمام حرکات وسکنات کی افعال الاعضائی ( Physiological ) اور مادی تشریح کرتا ہے، ہم دوسروں کی دماغی ونفسیاتی کیفیات کا اندازہ اپنے نفس پر قیاس کرنے سے لگاتے ہیں، ورنہ اگر ہم ظاہری آنکھوں سے دیکھیں، تو ہمارے تمام اعمال کے طبعی اور مادی اسباب موجود ہیں، اگر کوئی مریخ سے ہم سے مختلف انسان دنیا میں آئے، جسے ہماری دماغی اور نفسیاتی کیفیات کا قیاس اور اندازہ نہ ہوسکے، تو وُہ ہمارے تمام اعمال کو مادی اور افعال الاعضائی اسباب تک ہی محدُود رکھے گا، اور ہماری نفسیاتی کیفیات اور دماغی مقاصد و اغراض کو بالکل نظر انداز کردے گا۔ زیادہ وضاحت کے لئے ایک آسان مثال لیجئے۔ زید کو بکر پر غصہ آتا ہے، اس کا مُنہ لال ہوجاتا اور بھویں تَن جاتی ہیں، اس کا ہاتھ اٹھتا ہے، اور بکر کے مُنہ پر تڑاق سے آرہتا ہے۔ زید کے گالوں کی سُرخی بھووں کا تننا، ہاتھ کا اُٹھنا اور بکر کے منہ پر جالگنا، آواز کا پیدا ہونا، اس کے گال کا سُرخ ہو جانا، اور اس کے منہ سے چیخ کا نکل جانا، اور آنکھوں سے آنسوؤں کا ٹپ ٹپ گرنا سب مادی اسباب کے ماتحت ہیں، اور ان کی افعال الاعضائی تشریح ہوسکتی ہے، لیکن کیا کوئی شخص اس بات سے انکار کرسکتا ہے کہ اس مادی واقعہ کے پیچھے ایک دماغ کام کر رہا ہے؟ غصہ کی کوئی وجہ ہے، اور تھپڑ کی کوئی غرض و غایت، اور اس عمل کے پہلو بہ پہلو چند نفسیاتی کیفیات بھی ہیں، جن تک مادی نگاہوں اور افعال الاعضائی تشریح کی رسائی نہیں۔

اسی طرح زلزلہ کے طبعی اور مادی اسباب کے پیچھے بھی ایک دماغ ہے، ایک رُوحانی طاقت ہے، جسے وہی لوگ جان سکتے ہیں، جن کا اس سے کچھ تعلق ہے۔

دوسری شق کے متعلق عرض ہے، کہ زلزلہ کے ظہور کے لئے جہاں زمینی اثرات کام کر رہے ہیں،

وہاں آسمانی اثرات بھی کارفرما ہیں، چنانچہ بعض سائنس دانوں کا خیال ہے، کہ "زلزلہ سورج کے دھبہ (Sun spots) کے اثر سے پیدا ہوتا ہے"۔ . . . "سورج کے دھبوں (Sun spots) کے اور زلزلہ کے تاریخی واقعات کا مقابلہ کیا جائے، تو دونوں میں بہت بڑی مطابقت پائی جاتی ہے۔" . . . "کچھ سائنسدان جن میں معلوماتِ زلزلہ کے سب سے بڑے عالم ڈاکٹر چارلس ڈیوس بھی شامل ہیں، زلزلہ کا تعلق بارش سے بتاتے ہیں۔" . . . . "مشہور سائنسدان مسٹر ڈیلانی ایک مسئلہ میں زلزلہ کا سبب مشتری کے قیام سے متعلق بتاتے ہیں۔" (دیکھو رسالہ سائنس بابت ماہ اپریل ۱۹۳۹ء)

جب اجرامِ سماوی سے لیکر ارضی حرکات تک زلزلہ کے اسباب ہو سکتے ہیں، تو اگر انسانی عقائد و اعمال زمین پر اثر انداز ہوں تو کونسے تعجب کی بات ہے؟ جب ایک ڈاکٹر کی نگاہ اور اس کے خیالات کا اثر مریض کے دماغ اور جسم پر ایسا پڑ سکتا ہے، کہ اس کی بعض بیماریاں اور مسّے وغیرہ اچھے ہو جائیں، تو انسانی خیالات و احساسات اور عقائد و اعمال کا اگر سطحِ زمین پر کوئی اثر ہو جائے، تو اسے بعید از قیاس کیوں سمجھا جائے؟ لیکن ہمیں زیرِ بحث مسئلہ میں اس بات کو ثابت کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دعوٰے تو یہ ہے، کہ اللہ تعالےٰ ہمارے بعض عقائد و اعمال سے ناراض ہوتا ہے، اور اس کے اصلاحی غصّہ کے نتیجہ میں چند مادی اسباب ظہور پذیر ہوتے ہیں، اور دُنیا میں الٰہی عذاب پر منتج ہوتے ہیں۔

جس طرح کہ زید بکر سے کسی وجہ سے ناراض ہوتا ہے، اُسے غصّہ آتا ہے، اور وہ بکر کو تھپّڑ رسید کرتا ہے، اور اس کے اس عمل کے افعال الاعضائی اسباب بھی ہیں، مگر ان کے پیچھے ایک دماغ بھی ہے، جو ان اعمال کو کسی خاص وجہ سے اور کسی خاص مقصد کے لئے ظہور میں لارہا ہے، اسی طرح تمام کائنات کے پیچھے ایک دماغ ہے، اور خداوند تعالےٰ تمام عالمین کے لئے گویا بطور جان کے ہے۔

Digitized by Khilafat Library

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توضیح مرام میں اس امر پر نہایت ہی لطیف پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔

"حکیم مطلق نے میرے پر یہ رازِ سربستہ کھول دیا ہے، کہ یہ تمام عالم مع اپنے جمیع اجزاء کے اُس علت العلل کے کاموں اور ارادوں کی انجام دہی کے لئے سچ مچ اس کے اعضاء کی طرح واقع ہے، جو خود بخود قائم نہیں، بلکہ ہر وقت اس رُوحِ اعظم سے قوت پاتا ہے، جیسے جسم کی تمام قوتیں جان کی طفیل سے ہی ہوتی ہیں۔ اور یہ عالم جو اُس وجود اعظم کیلئے قائم مقام اعضاء کا ہے، بعض چیزیں اس میں ایسی ہیں، کہ گویا اس کے چہرہ کا نور ہیں، جو ظاہری یا باطنی طور پر اس کے ارادوں کے موافق روشنی کا کام دیتی ہیں، اور بعض ایسی چیزیں ہیں، کہ گویا اس کے ہاتھ ہیں، اور بعض ایسی چیزیں ہیں، کہ گویا اس کے پَیر ہیں، اور بعض اس کے سانس کی طرح ہیں۔ غرض یہ مجموعۂ عالم خدائے تعالےٰ کے لئے بطور ایک اندام کے واقع ہے، اور تمام آب و تاب اس اندام کی اور ساری زندگی اس کی اسی رُوحِ اعظم سے ہے، جو اس کی قیوم ہے، اور جو کچھ اس قیوم کی ذات میں ارادی حرکت پیدا ہوتی ہے، وہی حرکت اس اندام کے کل اعضاء یا بعض میں جیسا کہ اس قیوم کی ذات کا تقاضا ہو پیدا ہو جاتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

اس بیان مذکورہ بالا کی تصویر دکھلانے کے لئے تخیلی طور پر ہم فرض کر سکتے ہیں، کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجودِ اعظم ہے، جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پَیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے، کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض، طول رکھتا ہے، اور تندوے کی طرح اس وجودِ اعظم کی تاریں بھی ہیں، جو صفحۂ ہستی کے تمام کناروں تک پھیل رہی ہیں، اور کشش کا کام دے رہی ہیں، یہ وہی اعضاء ہیں، جن کا دوسرے لفظوں میں عالم نام ہے۔ جب قیوم عالم کوئی حرکت جزوی یا کلی کرے گا، تو اس کی حرکت کے ساتھ

Digitized by Khilafat Library

اس کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہوگا، اور وہ اپنے تمام ارادوں کو اُنہیں اعضاء کے ذریعہ سے ظہور میں لائے گا، نہ کسی اور طرح سے۔ پس یہی ایک عام فہم مثال اُس رُوحانی امر کی ہے، جو کہا گیا ہے، کہ مخلوق کی ہر ایک جزء خدا تعالےٰ کے ارادوں کی تابع اور اس کے مقاصد مخفیہ کو اپنے خادمانہ چہرہ میں ظاہر کر رہی ہے، اور کمال درجہ کی اطاعت سے اس کے ارادوں کی راہ میں محو ہو رہی ہے، اور یہ اطاعت اس قسم کی ہرگز نہیں ہے جس کی صرف حکومت اور زبردستی پر بناء ہو، بلکہ ہر ایک چیز کو خدا تعالیٰ کی طرف ایک مقناطیسی کشش پائی جاتی ہے، اور ہر ایک ذرّہ ایسا بالطبع اس کی طرف جھکا ہؤا معلوم ہوتا ہے، جیسے ایک وجود کے متفرق اعضاء اس وجود کی طرف جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ پس درحقیقت یہی سچ ہے، اور بالکل سچ ہے، کہ یہ تمام عالم اس وجودِ اعظم کے لئے بطور اعضاء کے واقع ہے، اور اسی وجہ سے وہ قیوّم العالمین کہلاتا ہے، کیونکہ جیسی جان اپنے بدن کی قیوّم ہوتی ہے، ایسا ہی وہ تمام مخلوقات کا قیوّم ہے، اگر ایسا نہ ہوتا، تو نظام عالم کا بالکل بگڑ جاتا۔" (توضیح مرام طبع پنجم صفحہ ۳۴ و ۳۵)

جبکہ خداوند تعالےٰ کا تعلق اس کائنات سے گویا وہی ہے، جو انسانی رُوح کو انسانی جسم سے ہے، تو یہ کونسی بعید از عقل بات ہے، کہ اللہ تعالےٰ ہمارے اعمال و عقائد سے ناراض ہوتا ہے، اور ہماری تادیب و اصلاح کے لئے مادّی اجسام اور اسباب و ذرائع کو، جو گویا بمنزلہ اس کے اعضاء کے ہیں، کام میں لاتا ہے۔ پنڈت جی کو یہ تو تسلیم ہے، کہ انسانی دماغ اور اس کی کیفیات کا انسانی جسم پر اثر پڑتا ہے، اب اس میں کیا استبعاد ہے، کہ اللہ تعالےٰ جو گویا کائنات کے لئے بمنزلہ جان کے ہے، زمین پر اثر انداز ہو۔ یہ تمثیل صرف سمجھانے کے لئے ہے۔ ورنہ خداوند تعالےٰ کا اس دُنیا سے جو تعلق ہے، وہ خالقیت کا ہے، اور اس کی ذات کا ادراک انسانی فہم سے بالاتر ہے۔

پس جب ہم اس اعتراض کے متعلق تینوں شقوں پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے، کہ زلزلہ کو عذاب سمجھنا اور اس کے مادی اسباب کے علاوہ اس کی کسی اور علّت کا اقرار کرنا کوئی خلافِ عقل بات نہیں ہاں اس اعتراض میں جو دہریّت کی رگ تڑپ رہی ہے، اس کا علاج تو یہی ہے، کہ اس کا فصد لیا جائے، اور گندہ خون نکال کر پاکیزہ خون کی جگہ بنائی جائے، اور وہ اسی صورت میں ممکن ہے، کہ ہستی باریتعالیٰ کو ایسے شخص پر ثابت کیا جائے، اور یہ بذاتِ خود ایک مستقل بحث ہے، جو اشارتاً "مذہب کیا ہے؟" کی ابتدائی اقساط میں آچکی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

اب میں پنڈت جی کے دوسرے اعتراض کو لیتا ہوں۔ نہرو جی لکھتے ہیں، کہ اگر یہ عذاب ہے، تو کس گناہ کی پاداش میں؟ گاندھی جی کہتے ہیں، اچھوت پن کے پاپ کی وجہ سے، نہرو جی کہتے ہیں، کہ یہ لادلیل بات ہے، کیوں نہ اسے سرمایہ داری کے گناہ کا نتیجہ کہا جائے؟ اور اگر انگریزی حکومت یہ کہدے، کہ یہ زلزلہ کانگریسیوں کی سول نافرمانی کی وجہ سے آیا ہے، تو اس کا ہمارے پاس کیا جواب ہے؟ علیٰ ہذا القیاس ہر کوئی اپنے حسب منشا اس عذاب کی توجیہہ کر سکتا ہے، اس لئے اسے کسی گناہ کی سزا سمجھنا نادانی ہے۔ مگر مَیں کہتا ہوں، گاندھی جی، سوشلسٹ یا انگریزی حکومت اور ہمچو قسم لوگ زلزلہ کے عذاب کی توجیہہ کے حقدار نہیں، کیونکہ اس عذاب کی وجہ وہی ٹھیک بیان کر سکتا ہے، جس نے زلزلہ بپا کیا، اور زلزلہ کے آنے سے قبل اس کی خبر دی، اور یہ بھی بتا دیا، کہ مَیں یہ عذاب کیوں نازل کر رہا ہوں۔ مذہبی کتب میں یہ بیان ہے، کہ زلازل وغیرہ حضرت مسیحؑ کی آمدِ ثانی، امام مہدی کے ظہور اور حضرت کرشنؑ کی آمد ثانی کے علامات ہیں، اور اس زمانہ کے مامور نے خدا سے خبر پا کر دُنیا کو آگاہ کر دیا، کہ خبردار ہو جاؤ، میرے انکار و تکذیب کی وجہ سے تم پر عذاب آنے والا ہے، اور اس کی پیشگوئی کے عین مطابق زلزلہ ظہور میں آیا۔

مثال کے طور پر یہی زلزلۂ بہار جس کے تعلق میں پنڈت جی نے اعتراضات کئے ہیں، حضرت مسیح موعودؑ

کی پیشگوئی میں مذکورہ پانچ علامات کے ساتھ ظہور میں آیا، تفصیل کے لئے دیکھو "ایک اور تازہ نشان" مؤلفہ حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ پیشگوئی میں مذکور تھا، کہ زلزلہ کی تباہی کے ساتھ سیلاب بھی آئیگا۔ اور اس کا وقت بھی مقرر تھا، کہ وہ نادرشاہ بادشاہِ افغانستان کی وفات کے بعد اس کے زمانہ سے ملتا ہوا آئیگا، اور موسم بہار کا ہوگا، اور پھر اس کی سمت کی بھی تعیین کر دی گئی تھی، کہ وہ ہندوستان کے شمال مشرق میں آئے گا، یہی نہیں، بلکہ اس میں یہ بھی مذکور تھا، کہ حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی زندگی میں آئے گا، اور وہ لوگوں کی توجہ اس پیشگوئی کی طرف دلائیں گے۔

الغرض مذہبی کتب، اور مامور زمانہ کی پیشگوئی سے ثابت ہوتا ہے، کہ یہ حضرت مسیحؑ اور حضرت کرشنؑ کی آمدِ ثانی اور امام مہدی کے ظہور کی علامت ہے۔ کسی اور شخص کو کوئی حق نہیں پہونچتا، کہ اس کی کوئی اور توجیہہ کرے۔ کیونکہ کسی کو معلوم نہ تھا، اور نہ کسی نے پیشگوئی کر رکھی تھی، کہ ایسا حادثہ ظہور میں آنیوالا ہے، اور نہ مذہبی کتب میں کسی اور مطلب ومقصد کے لئے اسے علامت قرار دیا گیا ہے۔

پس نہرو جی کی مشکل کا حل یہی ہے، کہ وہی شخص اس کی ٹھیک وجہ بتا سکتا ہے، جس نے اس کی پہلے سے خبر دے رکھی ہو، اور وہی توجیہہ صحیح ہے، جس کی تائید کتب سماویہ بھی کرتی ہوں، باقی سب لوگوں کا دعوٰے بلا دلیل ہے۔

Digitized by Khilafat Library

Digitized by Khilafat Library

# جمہوریّت، ڈکٹیٹر شپ اور اسلامی نظامِ حکومت

(۲)

(از جناب چوہدری عبدالمجید صاحب بی۔اے آنرز)

ڈکٹیٹر شپ اور اسلامی خلافت میں ایک بہت بڑا فرق یہ ہے، کہ ڈکٹیٹر صرف اپنی قوم کا ہمدرد ہوتا ہے، لیکن خلیفہ کی ہمدردی ہر قوم کے لئے وسیع ہوتی ہے، کیونکہ اس کے نزدیک دُنیا کی مختلف قومیں ایک خاندان کے مختلف افراد کا حکم رکھتی ہیں۔ ڈکٹیٹر دوسری قوموں کے ساتھ شدید سے شدید بے انصافی کرسکتا ہے۔ لیکن اسلامی خلافت اپنے سخت ترین دشمن سے بھی انصاف کا برتاؤ کرنا ضروری سمجھتی ہے، اور یہ فرق ایک اور بہت بڑے فرق کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے، جو خلافت اور ڈکٹیٹر شپ کے درمیان ہے، اور وہ یہ ہے، کہ ڈکٹیٹر نیا من مانا قانون بنا سکتا، اور سابقہ قانون توڑ سکتا ہے، لیکن خلیفہ ایک ایسے مکمل اور جامع آئین کا پابند ہوتا ہے، جو پہلے سے مرتب ہو چکا ہے، اور جس میں ایک شعشے کی ترمیم یا تنسیخ ناممکن ہے، اور وُہ آئین قرآن کریم اور احادیثِ رسول کریمؐ ہیں۔

پھر عموماً دیکھا جاتا ہے، کہ ڈکٹیٹر میعادی اور غیر میعادی دونوں رنگ کا ہوتا ہے، بعض حالات میں ڈکٹیٹر کے متعلق تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ معلوم کرنے کے لئے ملک سے رائے عامہ لی جاتی ہے، کہ کیا ملک اب بھی اس شخص کی قیادت قبول کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟ اور اگر لوگوں کو اس پر اعتماد ہو، تو وہ پھر اسی کو منتخب کر لیتے ہیں، لیکن اس کے برعکس خلیفہ کا انتخاب اس کی ساری زندگی کے لئے ہوتا ہے، کیونکہ قوم سے انتخاب کرانے کے بعد خدا تعالےٰ اُسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے، اور پھر کوئی طاقت اُسے خلافت سے معزول نہیں کرسکتی۔ دُنیاوی لحاظ سے بھی اگر دیکھا جائے، تو یہ بات انسب ہے، کہ خلیفہ کا

تقرر ساری عمر کے لئے ہو، بار بار کے انتخابات سے نہ صرف وقت اور روپیہ کا ضیاع ہوتا ہے، بلکہ حکومت کا کام بھی رُکتا ہے۔ اس کے علاوہ اتحاد، یکجہتی اور رابطہ میں بھی، جو کسی قوم کی ترقی اور نشوونما کے لئے نہایت ضروری چیزیں ہیں، فرق آتا ہے۔

خلافت کی ذمہ داریاں ڈکٹیٹرشپ کے مقابلہ میں نہایت اہم اور وسیع ہیں۔ ڈکٹیٹر اپنے ملک کی سیاسی اور اقتصادی ترقی کا ذمہ دار بنتا ہے، مگر خلیفہ رُوحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، غرضیکہ انسانی زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح کا بیڑا اُٹھاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ڈکٹیٹرشپ مادی چیز ہے، اور خلافت رُوحانی۔ ڈکٹیٹر زمینی اور خلیفہ آسمانی۔

ایک اور فرق یہ ہے، کہ خلفاء کبھی جماعت کی غلط رہنمائی نہیں کرتے، کیونکہ خدا تعالیٰ کی تائید اُنکے ساتھ ہوتی ہے، لیکن ڈکٹیٹر غلطی کر سکتے اور کرتے ہیں، کیونکہ ان کی صحیح رہنمائی کے لئے کوئی ایسا آئین موجود نہیں، جسے وہ مشعلِ راہ بنا سکیں۔ Digitized by Khilafat Library

ایک اَور فرق خلافت اور ڈکٹیٹرشپ میں یہ ہے، کہ خلیفہ دلوں پر حکومت کرتا ہے، مگر ڈکٹیٹر جسموں پر۔ متبعین کا تعلق خلیفہ سے اخلاص اور محبت کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، لیکن ڈکٹیٹر اور اس کے محکوم لوگوں کے تعلقات کی بنیاد ڈر اور خوف پر ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے، کہ کسی وقت کوئی قوم اپنے دنیوی لیڈر کی غیر مشروط اطاعت کا جُوا اپنی گردن پر رکھ لے، جیسا کہ جرمنی کے نازی نظام میں بظاہر نظر آتا ہے، لیکن یہ مستقل اور پائیدار چیز نہیں، رفتہ رفتہ ڈر اور خوف رضا کارانہ اطاعت کے جذبہ کی جگہ لے لیتا ہے۔

اب مَیں اسلامی نظام کی خصوصیات کا ذکر کرتا ہوں۔ اسلام نے حکومت کو "امانت" کے نہایت ہی جامع لفظ سے تعبیر کیا ہے، چنانچہ قرآنِ کریم میں حکومت کو امانت قرار دیا گیا ہے، گویا حکومت وُہ اختیار ہے، جو لوگوں نے کسی شخص کو دیا ہو، نہ وہ جو اس نے خود پیدا کیا ہو، یا ورثہ میں اُسے ملا ہو۔ پس اسلام کے نزدیک حکومت اس نیابتی فرد کا نام ہے، جس کو لوگ اپنے مشترکہ حقوق کی نگرانی سپرد کرتے ہیں

Digitized by Khilafat Library

اسلام کا حکم یہ ہے، کہ مسلمان ملکر ایک ایسے شخص کو جسے وہ اس قابل سمجھیں، خلیفہ منتخب کریں۔ خلیفہ کا انتخاب جمہوری ممالک کے پریذیڈنٹوں کے انتخاب کی طرح چند سال کے لئے نہیں ہوتا، بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے، مگر خلیفہ کا یہ فرض ہوتا ہے، کہ اپنی ساری عمر جماعت کی بہتری اور بہبود کے لئے صرف کردے چونکہ اسلام ایک عملی مذہب ہے، اس لئے طریق انتخاب کی تفاصیل لوگوں پر چھوڑ دی گئی ہیں، البتہ ان کی رہنمائی کے لئے چند اصول بتا دیئے گئے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب ایک جلسہ عام میں ہوا، جہاں آپ اور رائے دہندگان کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، اجتماع عام تھا، اور ہر شخص اپنی رائے آزادانہ استعمال کرسکتا تھا، ایک سے زائد نام پیش کئے گئے، لیکن اس منصب کے لئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کثرت آراء سے منتخب ہوتے۔

اسلامی خلافت کی ایک اور خصوصیت علاوہ اس کے کہ خلیفہ کا تقرر ساری عمر کے لئے ہوتا ہے، یہ بھی ہے، کہ جہاں معزولی ناممکن ہے، وہاں دست برداری بھی محال ہے، جب کوئی انسان منصب خلافت پر فائز ہوتا ہے، تو وہ دستبرداری کے حقوق سے قدرتی طور پر محروم ہوجاتا ہے۔ اگر ایسا ممکن ہوتا، تو یہ ایک مقدس ترین فریضہ سے غداری، بزدلی، اور بے وفائی کا مترادف ہوتا۔ اسی طرح چونکہ خلیفہ کو زندگی بھر کے لئے منتخب کیا جاتا ہے، اور لوگ اسے اس لئے منتخب کرتے ہیں، کہ وہ اپنے تقرر سے قبل ایک لمبے عرصہ تک ایک سچا مومن ثابت ہوا ہے، اور اس نے اپنے تقویٰ اور پرہیزگاری کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا دیا ہے، لہٰذا اس کی معزولی بھی ناممکن ہے۔ پھر یہ اعزاز اتنا جلیل القدر اور مقدس ہے، کہ اگر مقرر شدہ شخص کو ہر وقت معزولی کا خطرہ ہو، تو یہ اس کی صریح ہتک ہے، یہ نہ صرف مذہب کی بلکہ لوگوں کی بھی ہتک ہے، کہ وہ ایک انسب اور بہترین شخص کا انتخاب کرتے ہیں، اور پھر اسے ہر کہ ومہ کے کہنے پر معزول کرنے کے لئے تیار بھی ہوجاتے ہیں۔

ایک شخص جس کے دماغ میں عقل کا ذرّہ بھی موجود ہو، وہ یہ ہرگز نہیں کرے گا، کہ آج ایک چیز

بنائے، اور کل اُسے توڑ دے۔ پتھر کی عمارتیں بھی لوگ اس لئے نہیں بناتے، کہ انہیں فی الفور گرادیا جائے، جب کچھ لوگ ایک عمارت یا مثلاً کوئی یادگار محل یا قلعہ بناتے ہیں، تو وہ ہرگز یہ پسند نہیں کرتے کہ کم ازکم ان کی زندگی میں یہ عمارتیں تباہ کردی جائیں۔ پس خلیفہ کو اس کی زندگی میں کیوں معزول کیا جائے؟ وہ شخص یقیناً بیوقوف ہوگا، جو آج ایک نیا گھر بناتا ہے، اور کل اُسے مسمار کردیتا ہے۔

جس چیز کے لئے خلیفہ کا انتخاب ضروری ہے۔ وہ شریعت کی نظامیت ہے، اس لحاظ سے حکومت کا اختیار براہِ راست خدا تعالےٰ سے جو احکم الحاکمین ہے، ملتا ہے، پس خلیفہ نہ صرف مسلمانوں کا امیر ہے، بلکہ وہ خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ اور نبی کا نمائندہ بھی ہے، اس لئے لوگوں کو اُسے معزول کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں۔ قرآن کریم میں بالصراحت مذکور ہے، کہ اسلامی خلفاء کو خدا تعالےٰ خود مقرر فرماتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

گو خلافت کی یہ ردا مستحق شخص کو عمر بھر کے لئے پہنائی جاتی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں، کہ اسلام میں عوام الناس کے حقوق کی حفاظت کا کوئی سامان نہیں، یا یہ کہ ان کی کوئی آواز ہی نہیں جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے، خلافت ایک امانت ہے، اس کے قبول کرنے والے پر کئی ذمہ داریاں عاید ہوتی ہیں۔ لوگوں کے مفاد کا سب سے بڑا تحفظ وہ ناقابلِ تغیر شریعت ہے، جو قرآنِ کریم اور احادیث میں مذکور ہے۔ خلیفہ کلام اللہ اور اقوال رسول اللہؐ پر عمل کرنے کا سب سے زیادہ پابند ہوتا ہے۔ وہ اسلامی شریعت میں تبدیلی یا ترمیم نہیں کرسکتا۔ پھر خلیفہ کو لوگوں سے مشورہ لینے کی بھی ہدایت ہے، اور یہی جمہوریت کی اصل رُوح ہے۔ مشورہ کا طریق کیا ہونا چاہیئے؟ اس کی تفاصیل اسلام نے جان بوجھ کر چھوڑ دی ہیں، تا انسانی دماغ کو فروعات میں اپنے طور پر غور و خوض کرنے کا موقع ملے۔ ہاں مشورہ لینا بہرحال ضروری ہے، اس کا طریق خواہ کچھ ہو، اور خلفائے راشدین اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنّت کے مطابق ہر خلیفہ کے لئے ضروری ہے، کہ

لوگوں کی رائے کو کافی وقعت دے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں، کہ وہ ہر آواز کے سامنے جھک جائے، اس کا نتیجہ سوائے بدامنی اور شورش کے کچھ نہیں ہو سکتا، وہ اکثریت کی مرضی کے تابع نہیں، اگر ضروری ہو، تو وہ اکثریت کی رائے کو مسترد بھی کر سکتا ہے۔ اور چونکہ شریعت جس کا انتظام خلیفہ کے سپرد ہوتا ہے، ایک الہٰی عطیہ ہے، اس لئے اُسے محتاط ہونا ضروری ہے۔ وہ ایک ایسی شریعت کا نگہبان ہے، جو لوگوں کے صحیح ترین حقوق و اختیارات کی محافظ ہے، پس رائے عامہ کو جانچتے وقت اس کا یہ بھی فرض ہے، کہ وہ شریعت کی روشنی میں دیکھے، کہ رائے عامہ اپنے صحیح راستہ سے بھٹک تو نہیں گئی۔

اسلام خلیفہ کی مکمل اطاعت کی تعلیم دیتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں، کہ افراد کو کسی معاملہ میں بھی اپنی ذاتی رائے رکھنے کا حق حاصل نہیں۔ ظاہر ہے، کہ ایک جماعت کا رکن بننے کے لئے ہر شخص کو مذہب کے بنیادی اصول پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، ورنہ وہ اس جماعت کا فرد نہیں کہلا سکتا۔ لیکن اس کے علاوہ عام مسائل میں وہ ذاتی رائے رکھ سکتا ہے، ہاں یہ ضروری ہے، کہ جہاں اُس کی رائے عام رائے سے مختلف ہو، وہاں اس کی تشہیر نہ کرے، تا اتحاد اور اتفاق میں فرق نہ آئے، اور فتنہ کا دروازہ نہ کھلے۔

Digitized by Khilafat Library

ایک اور بات یاد رکھنے کے لائق ہے، اور وہ یہ کہ گو حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین بادشاہ تھے، لیکن بادشاہت ان کے مشن کا ضروری جزو نہ تھا، نبوت اور خلافت بغیر بادشاہت کے بھی ہو سکتی ہے، خلیفہ کا کام خواہ وہ بادشاہ ہو، محض حکمرانی سے زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی کام بے شک اچھے ہیں، لیکن اوّل تو انسان کا مقصدِ حیات ان سے بلند ہے، دوسرے ان کاموں میں کمال پیدا کرنے کے لئے بھی لوگوں میں رُوحانی انقلاب پیدا کرنا ضروری ہے۔ پس خلیفہ خواہ بادشاہ ہو، وہ زیادہ تر رُوحانی پیشوا ہوتا ہے۔ اسلام کا نظام چونکہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ہے، اس لئے اس نظام کے مکمل اجراء کے لئے

اسے اپنی ہیئتِ حاکمیہ سے بھی کام لینا ضروری ہوتا ہے، سو خلیفہ کے فرائض مذہبی بھی ہیں اور سیاسی بھی۔ ابنِ خلدون لکھتا ہے:۔ Digitized by Khilafat Library

"خلیفہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نائب اور جانشین ہے، وہ نہ صرف دُنیاوی حاکم ہے، بلکہ اس سے بالا ہستی۔ یعنی روحانی قائد بھی ہے۔"

مضمون کے ابتدائی حصہ میں جمہوریت کے بعض لوازم بیان کئے گئے تھے، جو جمہوری نظام کی رُوح ہیں۔ اب ہم اجمالاً اسلام کی روشنی میں ان لوازم پر بحث کرتے ہیں۔

جمہوریت کا پہلا رُکن یہ ہے، کہ حکومت جمہور کی ملکیت ہے، ذاتی یا خاندانی مِلک نہیں۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جاچکا ہے، قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ اسلامی حکومت کو نہایت ہی جامع اور لطیف لفظ "اُمانت" سے تعبیر فرماتا ہے، چنانچہ فرمایا، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَ اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (نساء۔ ۸) یعنی خدا تعالےٰ تم کو حکم دیتا ہے، کہ حکومت کی امانتوں کو ان کے حقدار لوگوں کے سپرد کرو (اور اے حاکمو!) جب تم حاکم ہو جاؤ، تو انصاف کے ساتھ حکومت کرو، اللہ تعالےٰ جس امر کی تم کو نصیحت کرتا ہے، وہ بہت اچھی ہے، اور اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت میں حاکم بنانے کا اختیار عوام کے سپرد کیا گیا ہے، اسے ذاتی یا موروثی عہدہ قرار نہیں دیا گیا۔ امانت کے لفظ میں یہ حکمت بیان کی گئی ہے، کہ دیکھو حکومت ایک قیمتی چیز ہے، اس کو اسی شخص کے سپرد کرنا چاہیئے، جو اس کا اہل ہو، اور جو دیانتداری سے اس امانت کو محفوظ رکھے۔ اس سے ظاہر ہے، کہ اسلام میں حکومت کی اضافت عوام کی طرف سے کی گئی ہے، اور یہی جمہوریت کی حقیقی رُوح ہے۔ قرآن کریم میں اسلامی حکومت کی تعریف میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے، وَ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ۔ یعنی ان کی حکومت باہمی مشورہ سے ہے۔ جس سے ظاہر ہے، کہ حکومت کے لئے مشورہ کا حکم

دیا گیا ہے۔ پس خلفاء کا مجمع عام میں انتخاب، اور انتخاب کے وقت رائے کی آزادی، امورِ مہمہ میں خلفا کا جماعت سے مشورہ، بیت المال کی حرمت اور اس کا "خزانہ عمومیہ" ہونا، یہ چیزیں اس امر کے بدیہی ثبوت ہیں، کہ اسلام میں حکومت جمہور کی طاقت کا نام ہے، کوئی شخصی استبداد نہیں۔

جمہوریت کا دوسرا اصل تمام اہلِ ملک کا حقوق وقانون میں مساوی ہونا ہے۔ اور اسلام کا یہ ایک واضح اصل ہے، کہ اس کے نزدیک آقا و غلام، امیر اور فقیر، چھوٹا اور بڑا سب برابر ہیں۔ صرف ایک ہی شئے مسلمانوں کے باہمی رُتبے میں امتیاز قائم کرتی ہے، اور وہ تقویٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ قانونِ اسلام کی نگاہ میں بڑے چھوٹے کی کوئی تمیز نہیں، اسلام نے قضاء کی طرف خاص توجہ دی ہے، اور ایک آزادانہ محکمۂ قضاء کا انتظام کرکے بے انصافی کا سدِّباب کر دیا ہے، اسلام میں قانون کے احترام اور اس کے ہر کہ ومہ پر یکساں نفاذ کی تاکید کا اظہار ذیل کے ایک ہی واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری میں ماخوذ ہوئی، قریش نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سفارش کرنے کے لئے حضرت اسامہؓ کو آمادہ کیا، حضرت اسامہؓ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بہت عزیز رکھتے تھے، لیکن جب حضرت اسامہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی، تو حضورؐ نے لوگوں کو جمع کرکے فرمایا۔ اِنَّمَا اَھْلَکَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الْوَضِیْعُ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّ وَ اَیْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا (بخاری الشفاعۃ فی الحدود) یعنی اے لوگو! تم سے پہلی قوموں کو اسی چیز نے ہلاک کیا ہے، کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا، (چوری کا ذکر خصوصیت واقعہ کی بناء پر ہے، ورنہ اس سے مراد عام جرائم ہیں) تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے تھے، لیکن جب عام آدمی چوری کرتا، تو اس کو سزا دیتے۔ لیکن خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی،

تو مَیں اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دیتا۔

یہ ہے اسلامی انصاف کی حقیقی تصویر اور مساواتِ انسانی کی حقیقی تعلیم۔ انگلستان، فرانس اور امریکہ والوں کو اپنی جمہوریت پرستی پر ناز ہے، ان میں قانون کی عزت سب سے بالاتر سمجھی جاتی ہے، لیکن کیا کوئی ایک مثال بھی ان ملکوں میں ایسی مل سکتی ہے، جس میں فرمانروائے وقت نے اس قدر واضح الفاظ میں مساواتِ انسانی کا اعلان کیا ہو۔ دُنیا کی ساری تاریخوں کی ورق گردانی کرجاؤ آپ کو ایسی نظیر کہیں بھی نہیں ملیگی۔

جمہوری نظام کا تیسرا رکن یہ ہے، کہ رئیس کا تقرر انتخاب سے ہو۔ اور تاریخ اس امر پر گواہ ہے، کہ خلفائے راشدین میں سے کسی کا تقرر وراثت سے یا باستبداد رائے نہیں ہوا، بلکہ عام مجمع میں کثرت رائے سے خلفاء کا انتخاب ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتخاب حضرت عمرؓ کی تحریک، مہاجرین و انصار کی تائید اور عامۃ المسلمین کی منظوری سے ہوا۔ حضرت عمرؓ کا انتخاب حضرت ابوبکرؓ کی تحریک (کیونکہ آپ نے اپنی زندگی میں ان کا نام تجویز فرما دیا تھا) مہاجرین و انصار اور عام مسلمانوں کی تائید اور قبول سے ہوا، اسی طرح دیگر خلفائے راشدین کا انتخاب ہوا۔ غرض اسلام میں تعیینِ شخصی یا حصولِ خلافت بالوراثت کا ہرگز کوئی دخل نہیں۔ ان امور کے ہوتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے، کہ اسلام میں جمہوریت کا جزوِ اعظم یعنی مسئلہ انتخاب مفقود ہے۔

Digitized by Khilafat Library

جمہوریت کا چوتھا رکن یہ ہے، کہ تمام معاملاتِ ملکی اور امورِ انتظامی لوگوں کے مشورہ سے طے پائیں۔ اور جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا جاچکا ہے، خلیفہ کے لئے امورِ مہمّہ کے متعلق جماعت سے مشورہ لینا ضروری ہے، چنانچہ فرمایا، وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔ یعنی حکومت کے لئے ان سے مشورہ کرلیا کر، پھر جب تُو کسی امر کا فیصلہ کرلے، تو صرف خدا تعالےٰ پر بھروسہ رکھ۔

خلیفہ سے امید کی جاتی ہے، کہ کثرتِ رائے کا احترام کرے، لیکن یہ ضروری نہیں، کہ اکثریت

کی رائے ہمیشہ صحیح ہو، لہٰذا خلیفہ چونکہ ہر قسم کی سیاسی جنبہ داری سے بالا ہوتا ہے، اور شریعت کی حفاظت بھی اس کے سپرد ہوتی ہے، اس لئے وہ اکثریت کی رائے کو مسترد کر سکتا ہے۔

پانچواں رُکن جمہوریت کا یہ ہے، کہ بیت المال یا خزانہ ملکی عوام کی ملکیت ہو، اور رئیس کو بغیر مشورہ کے اس پر تصرّف کا کوئی حق نہ ہو۔ Digitized by Khilafat Library

خلیفۂ اسلام اپنے لئے بیت المال میں سے آپ گزارہ مقرر کرنے کا مجاز نہیں، بلکہ ضروری ہے، کہ مسلمانوں کی مجلسِ شوریٰ اس کا گزارہ مقرر کرے۔ شخصی حکمرانی کا سب سے ظالمانہ منظر یہ ہوتا ہے، کہ ملک کی دولت صرف فرد واحد کے آرام و تعیّش کا ذریعہ بن جاتی ہے، لیکن اسلامی نظامِ حکومت اس چیز کا سخت مخالف ہے، چنانچہ خلیفہ کو اپنے لئے خود گزارہ مقرر کرنے کا بھی حق حاصل نہیں۔

غرض اگر غور سے دیکھا جائے، تو معلوم ہوگا، کہ جمہوریت کی حقیقی رُوح صرف اسلام میں موجود ہے، اور اسلامی نظامِ حکومت ہی بہترین نظام ہے۔

---


# مکتبہ احمدیہ قادیان

ہم نے ہندوستان کے تمام مصنّفوں کی کتابیں مہیّا کرنے کا انتظام کیا ہے، آپ کو جس کتاب کی ضرورت ہو، اس کے مصنّف کا نام لکھکر ہم سے طلب فرمائیں، اصل قیمت پر کتاب مہیّا کی جائیگی۔ اس میں علاوہ دیگر جماعتی مفاد کے سلسلہ کے مرکزی تجارت کو فروغ ہوگا، اور آپ کا اس میں کچھ نقصان نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور سلسلہ کے دیگر مصنّفوں کی کتابیں بھی ہم سے طلب کی جاسکتی ہیں۔ غرض آپ کو ہر کتاب ایک ہی جگہ سے مل سکتی ہے۔

مینجر مکتبہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library

# مسلمانوں میں مسیحیوں کی تبلیغی جدوجہد

(۲)

(از جناب چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ بی-اے-ایل ایل-بی)

**شام** "گیارہ اذربیجانی مسیحی گرجاؤں میں سے چار شام کی حدود میں رہ گئے ہیں، بقیہ سات اس علاقہ میں ہیں، جو ٹرکی کے حوالہ کر دیا گیا ہے۔ خاص شام میں معاشرتی حقوق کے متعلق ایک فرمان شائع ہوا ہے، جس کی مسلمانوں نے اس بناء پر کہ وہ قرآن کریم کے خلاف ہے، بڑی مخالفت کی ہے۔ یہ وجہ بھی اعتراضات کی ایک حد تک بناء تھی، کہ فرمان مسلمانوں اور شام کے دیگر مذاہب والوں کو یکساں قرار دیتا تھا، لیکن اس کی بڑی وجہ یہ تھی، کہ اس کے رُو سے ہر صاحبِ ہوش وحواس بالغ کو کسی مذہب یا تسلیم شدہ تنظیم میں شامل ہونے یا اُسے چھوڑنے کی اجازت تھی، اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کا مذہب، جیسا کہ ایک اسلامی اخبار نے لکھا، اس کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا، (یہ مرتد کو اِس دُنیا میں سزائے موت دیتا ہے، اور حیاتِ اُخروی میں ابدی جہنم) بعد ازاں حکومت نے اس فرمان کا وہ حصہ، جو مسلمانوں پر اثر انداز ہوتا تھا، واپس لے لیا، ایم، ڈی کیکس نے پرمننٹ مینڈیٹز کمشن کے سامنے ماہ جون میں جنیوا میں تقریر کرتے ہوئے کمال صفائی سے بیان کیا، کہ مینڈیٹری طاقت کے لئے یہ بیان کرنا لازم ہو گیا تھا، کہ شہری حقوق کے جدید فرمان کا مسلمانوں پر نفاذ نہ ہو گا، اس نے کہا،

" درحقیقت مسلمانوں پر بحیثیت مسلمان کے کسی معاشرتی قانون کا نفاذ نہیں ہو سکتا، جونہی کوئی اس سلسلہ میں قانون وضع کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ قرآن کے مقابلہ پر یا بالفاظِ دیگر نہ سَر ہونے والی مشکل کے مقابل آجاتا ہے۔ بعض معاملات میں دخل

دینے کے لئے یا تو ایسی طاقت کی ضرورت ہے، جس نے مذہبی توہمات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ترکی کی اصلاح کر دی، یا ذہنیت کی مکمل تبدیلی کی، جس کے متعلق یہ امید رکھنا کہ وہ تھوڑے عرصہ میں ہو جائے گی، قرینِ دانشمندی نہیں"۔

دورانِ سال میں مستقل مزاجی سے تبلیغِ مسیحیت، جس میں طبّی اور تبلیغی دونوں طاقتیں شریکِ کار تھیں، ہوتی رہی ہے۔ امریکن مشن نے اس کام کی سرانجام دہی کے لئے ایک مکمل دیہاتی کارکنان کا گروہ بنایا ہے۔ جدید درسگاہِ بائیبل، جو لبنان میں شملان کے مقام پر کھولی گئی ہے، مبلّغین کو تعلیم دے رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

شام میں یہ امر دلچسپی سے سُنا گیا ہے، کہ برطانوی شامی مشن اپنے مشنریوں میں اضافہ کا ارادہ رکھتا ہے۔

مدارس کی اطلاع ہے، کہ طلبہ (خصوصاً غیر مسیحی طلبہ) کی قابلِ ذکر زیادتی ہوئی ہے، دریائے فرات کے کنارے دیر آلزور کے مقام پر مشن کے ایک مدرسہ کا بڑی کامیابی کے ساتھ افتتاح کیا گیا ہے۔ مسیحی تعلیم کے لئے اساتذہ کی ٹریننگ پر خاص زور دیا جا رہا ہے۔ یونائٹڈ مشنری کونسل نے تبدیلیٔ مذہب کی قانونی مشکلات پر غور کیا ہے، اور متعدد جماعتوں میں تبدیلی مذہب کرنے والے کو مسیحیت میں بغیر اصطباغ کے داخل کرنے پر آراء میں اختلاف ہے۔ جنوری میں عالمگیر ہفتۂ دُعا میں مشترکہ عبادت ہوئی، جس میں اذربیجانی، ترکی، فرانسیسی اور انگریزی زبانیں استعمال کی گئیں۔ بہت سی عیسائی جماعتیں اس میں شریک ہوئیں۔ لبنان کے اعصابی اور دماغی بیماریوں کے ہسپتال نے ۶۰ مرد بیماروں کے لئے ایک اور وسیع نیا پیویلین بنایا ہے۔

**فلسطین** یہ بتانے کی حاجت نہیں، کہ سیاسی حالت اور فلسطینی زندگی کے عامہ حالات مشنریوں کی کارگزاری پر ہر طرح سے اثر انداز ہوئے ہیں۔ خبر رسانی اور نقل و حمل میں بڑی دقت رہی ہے۔ زمانۂ جنگ

کی قیود تحریک میں مزاحم رہی ہیں، اور دہشت انگیزی کے انسداد کے لئے شہری اور اقتصادی زندگی بالکل جمود کی رہی ہے۔ مزید برآں وہ خطرناک حالت تھی، جس میں یہودی جلا وطنوں کی ایک بڑی تعداد یورپ سے فلسطین میں وارد ہوئی ہے۔ اس تمام بربادی اور ویرانی کے درمیان آبادی کی اکثریت نے ہر خطرہ کے مقابلہ میں جرأت، صبر اور قوت برداشت کا مظاہرہ کیا ہے۔

یہ محسوس کیا گیا ہے، کہ فلسطین میں اُن پابندیوں سے آزادی کے پیش نظر جو مشرق قریب کے دوسرے حصّوں میں عائد ہیں، مسیحی مدارس کا مسئلہ خاص طور پر اہم ہے۔ ثانوی مخلوط مدارس مسیحی کیریکٹر کی تعمیر اور مسیحی طلبہ کو ٹھوس دینی علم سکھانے کے لئے خاص وقعت رکھتے ہیں۔ بین الاقوامی مودت پیدا کرنے کا بھی وہ ایک عظیم الشان موقع بہم پہونچاتے ہیں۔ حد سے زیادہ سرکاری ضبط کا احساس دوسری جگہوں کی طرح فلسطین میں بھی ہے۔ ہم گذشتہ سال کی رپورٹ سے یہ دہرا دیتے ہیں، کہ مسیحی مدارس نے مختلف مذاہب کے طلبا یعنی مسیحی، یہودی اور عربوں کو باوجود روز افزوں کشمکش کے باہم اتحاد سے رکھا ہے۔

بعض مدارس نے اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھالنے کی نہایت اعلےٰ قابلیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایّام تعطیلات میں بائیبل کی تعلیم دینے کی غرض سے بیس مدارس کھولے گئے، جن میں تیرہ سَو بچوں نے تعلیم حاصل کی، ایک ٹریننگ سکول بھی کھول دیا گیا، جس میں ثانوی مدارس کے ساٹھ طلباء (لڑکوں اور لڑکیوں) نے ٹریننگ حاصل کی۔ شفاخانہ نابلس نے جس کے تمام مریض عرب اور زیادہ تر مسلمان ہیں، اس ساری بدامنی کا اثر محسوس کیا ہے۔ آمد و رفت کی مشکلات کے باعث تعداد گھٹ گئی ہے۔ لیکن زچگی کا کام بڑھ گیا ہے۔ بالعموم شفاخانوں نے اس سیاسی بحران کے وقت میں اپنے کام کو جاری رکھا۔ گو بہت کم مریضوں نے استفادہ کیا۔

ایران | ایران کی خبروں سے مترشح ہوتا ہے، کہ ملک جلد جلد مضطربانہ طریق پر مغربیت کے اثر کو قبول

Digitized by Khilafat Library

کررہا ہے۔ ترقیٔ تبلیغ مسیحیت اور لوگوں کی قبولیت جاری ہے۔ ایرانی اخبارات کے اقتباسات میں ایسے موضوعوں پر خبریں موجود ہیں، جیسے ریلوے لائنیں، غلہ اوپر اٹھانے والی کلیں، سنیما کا ترمیم شدہ ضابطہ، قومی کھیلوں کا اجتماع، صرّافہ کی باقاعدہ خبریں، قومی مجلس پرواز، اور پرواز کے لئے پہلی رضاکار عورت اور دوسرے آثار جن کو عام طور پر ترقی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ شمالی ایران میں طہران پریسبیٹیرین مشن سکول حد سے زیادہ بھرا رہا ہے، بلکہ یہ خیال کیا گیا تھا، کہ شاید تعداد کو محدود کرنا پڑے۔ اسی مشن کی رپورٹ ہے، کہ ماہِ اگست میں حکومت نے ایران کے تمام تعلیمی کام کو اپنے ماتحت لانے کی خواہش کا اعلان کیا ہے۔ اس سے سابقہ سروے میں بیان شدہ کارروائیوں کا قدرتاً خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پرائمری تعلیم کو ۱۹۲۷ء میں قومی انتظام کے ماتحت لایا گیا تھا، لڑکیوں کی تعلیم کو بہت بڑھایا گیا ہے، اور اس کے ساتھ ہی صنعتی مدارس کے قیام سے لڑکوں کی تعلیم کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔ حکومتِ ایران کا فیصلہ مشن کے قائم کردہ جملہ مدارس اور کالجوں پر حاوی ہوگا۔ اس کا عوض دے دیا جائیگا۔ اور ممکن ہے، کہ اس سے فائدہ ہی رہے، کیونکہ مشنری عام تعلیمی مشاغل سے فارغ ہوکر خاص مسیحیت کی تبلیغ میں لگ سکیں گے۔

حسبِ معمول مقدس ہفتہ میں طہران میں تبلیغی اجتماعات منعقد ہوتے رہے۔ جن میں مسیحی اور غیر مسیحی دونوں کثیر تعداد میں شامل ہوتے رہے۔ طہران میں ایک جرمن تعمیر کی کمپنی ہسپتال بنارہی ہے، جس میں پانچ صد پلنگوں کی گنجائش ہوگی۔

جنوبی ایران میں ایک نو مسیحی جو پہلے مسلمان تھا، پادری مقرر کردیا گیا ہے، جو اب اصفہان کے گرجا کا ناظم ہے۔ بہت بڑی تعداد میں کلیسیا کی طرف سے مقرر شدہ پادریوں کی ضرورت ہے۔ ایرانی دیہات میں مسیحیت کی جانب بڑھتی ہوئی تحریک کے بہت سے آثار ہیں۔ اس رجحان کو تعلیم کے فروغ سے تقویت دی جارہی ہے۔ اور مسلم مردوں میں نمایاں دلچسپی پیدا ہورہی ہے۔ ساتھ ہی آزادی سوال

Digitized by Khilafat Library

اور ان کی تبلیغی خدمت پر آمادگی سے کلیسیا کو بڑی مدد حاصل ہو رہی ہے۔

ایرانی طرز کے تعمیر شدہ گرجا کا اواخر ۱۹۳۵ء میں شیراز کے مقام پر افتتاح کیا گیا تھا۔ نرسوں کی ٹریننگ کا سرکاری انتظام شیراز مشن ہسپتال کے سلسلہ میں جاری ہے۔

عرب | عرب میں سیاسی، اقتصادی اور تمدنی تبدیلیوں کے پس منظر سے مسیحی کلیسیا نمودار ہو رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی مغربیت سے جس کے ساتھ شدید جذبۂ قومیت شامل ہے۔ مشکلات کا سامنا ہے۔ بیرونی رسوخ اور ترقی پذیر مادی خوشحالی کے عربوں پر کوئی خوشکن اثرات نہیں ہیں۔ کویت کا ایک مشنری متعدد ریڈیو کے بانسوں کے متعلق اشارہ کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے، کہ وہ گویا "مستولوں کے جنگل ہیں، جیسا کہ اکثر بندرگاہوں میں نظر آتے ہیں" ریڈیو نے عربوں کی اخوتِ عالم کی حِس کو بڑھایا ہے۔ امریکن طبی اور تبلیغی مشنوں میں مثلاً مسقط اور کویت میں بڑا اتحاد ہے۔ کے۔ وی اول کاٹ میموریل ہسپتال کی تعمیر قریب الاختتام ہے۔ بحرین سے اطلاع موصول ہوئی ہے، کہ تمام مذہبی کاموں کا مرکز گرجا ہے۔ اس کی عبادت میں حاضری اچھی ہوتی ہے۔ اور دیہاتی دَورے بلا روک ٹوک کئے گئے ہیں۔ شہر میں ایک کتابوں کی دکان کھولی گئی ہے۔ ۱۹۳۷ء سے یمن میں تبلیغ کا قابلِ ذکر موقعہ پیدا ہو گیا ہے۔ چرچ آف سکاٹ لینڈ کو وہاں مشنریوں کے تقرر کی اجازت دی گئی ہے، جو بطور ڈاکٹر وہاں کام کرتے ہیں، لیکن تبلیغی کام پر بھی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ مسیحی پیغام کا بہت محبت اور احترام سے استقبال کیا گیا ہے۔

مصر | مسیحی کارگزاری پر عام سیاسی بدامنی، حکومت کی سخت کفایت شعاری اور کارکنان میں تخفیف اور نئے ٹیکسوں کے نفاذ کا اثر پڑا ہے۔ بحیثیت مجموعی انگریزوں اور مصریوں کے باہمی تعلقات کی جدید نوعیت کا آغاز، جو ۱۹۳۶ء میں ایک معاہدہ کے ذریعہ ہُوا، تبلیغ میں ممد رہا ہے۔ گو بعض حلقوں میں مشنوں کو سیاسی شطرنج پر بطور مُہرہ استعمال کرنے کا رجحان ہے، جبری تعلیم کے قواعد

کے قبطی کلیسیا اور ساری مسیحی جماعت پر اثر کے متعلق بہت تشویش رہی ہے۔ جبری مدارس میں نہ تو مسیحی مدرسوں کو مقرر کیا گیا ہے، اور نہ مسیحی اساتذہ کے ذریعہ مسیحیت کی تعلیم کی اجازت ہے۔ اسلامی تعلیم سے جس کی قانون اجازت دیتا ہے، استثناء کے حصول کی کوشش کرنا آسان امر نہیں ہے چرچ مشنری سوسائٹی نے قبطی رہنماؤں کے ساتھ تعاون سے ابتدائی مدارس کھولنے کی تجویز کی ہے۔

ماہ اپریل میں نیسل مشن پریس کو ایک ایجنٹ کی دو کتابوں کی تالیف و اشاعت اور تقسیم کے الزام میں، جن میں اسلام پر حملے کئے جاتے تھے، گرفتاری پر سخت پریشانی کا سامنا ہوا۔ اُسے ایک سال قید کی سزا دی گئی۔ یہ فیصلہ دوسروں کے لئے جو مسیحی تصنیفات میں مصروف ہیں، باعث تخویف ہوا ہے۔ کیونکہ ملزم ان دو کتابوں میں سے جن کو عام طور پر بے ضرر خیال کیا جاتا تھا، کسی کا بھی مصنف نہ تھا۔ سزا کے معاملہ پر کارروائی کو مسیحی اکابر نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔

برعکس اس کے نیل مشن پریس کو مسیحی تصنیفات کی بہت بڑی مانگ کا تجربہ ہوا ہے، مشکل یہ رہی ہے، کہ کسی طرح جلد جلد طبع کروا سکیں، اور پیشگی اخراجات کا انتظام کر سکیں۔ رضا کار پھیری کے ذریعہ کتب بیچنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں، بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں، جن سے کتابوں کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library

مصر کے جنرل مشن نے نوجوانوں کے لئے دمن ہر کے مقام پر ایک کلب اور عورتوں کے لئے تیمار خانہ کھولا ہے۔ مصری لڑکوں کے مصری اور یورپین کمیٹی کے زیر اہتمام تیسرے کیمپ کا پرولس کے مقام پر انتظام کیا گیا۔ ڈیلٹا کے اکثر بڑے بڑے مدارس کے لڑکے اس میں شریک ہوئے۔

وزارتِ معاشرت نے ایک سے زیادہ شادیوں اور طلاق کو زیادہ مشکل بنانے کے لئے مسودۂ قانون پیش کیا ہے، اعلیٰ مسلم مذہبی مقتدرین کی آرا حاصل کی جا رہی ہیں۔

انگلش مشن کالج نے اپنی اعلےٰ درجہ کی سکول کی عمارت میں ایک اور بلاک کا اضافہ کیا ہے، داخلہ

Digitized by Khilafat Library

کی درخواستوں کی بھرمار ہے۔ مصری اخبارات نے مصری یونیورسٹی میں طالبات کی کامیابی کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دو لڑکیاں جنہوں نے خاص امتیازی کامیابی حاصل کی (ایک لڑکوں اور لڑکیوں سب میں اوّل رہی) تعلیمی مشن میں جو انگلستان کو بھیجا گیا ہے، شامل کی گئی ہیں۔ پرائیویٹ مدارس نے بشمولیت مشنری مدارس وزارتِ تعلیم کے ایک فیصلہ پر غور کرنا ہے، جس میں نصاب تعلیم میں فوجی تربیت کے اضافہ کی ہدایت کی گئی ہے۔ مصری پارلیمان میں ایک مسوّدہ قانون پیش ہونے پر جس کے رُو سے اٹھارہ سال سے کم عمر نوجوانوں کو تبدیل مذہب کی غرض سے تحریک کرنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، بڑی پریشانی پیدا ہوئی ہے۔ ابتدائی تجویز ڈاکٹر عبد الخالق کی تھی، جس پر سینیٹ میں غور کیا گیا۔ اور اس مفاہمت کی بناء پر کہ پارلیمان کے موجودہ اجلاس میں وزیر داخلہ اسی معاملہ کے متعلق جسے وہ تیار کر رہا تھا، پیش کریگا، اُسے واپس داخلی معاملات کی کمیٹی کو بھیجد یا گیا۔ مسودہ میں جو ترامیم کے بعد کمیٹی برائے داخلی معاملات نے سینیٹ میں پیش کیا تھا، دوسری دفعات کے علاوہ اٹھارہ برس سے کم سِن نوجوانوں کو تبدیلِ مذہب کی تحریک کی ممانعت بھی ہے۔ ”یہ تحریک خواہ تعلیم یا ترغیب کے ذریعہ ہو، یا ان کے مذہب کے ایک دوسرے مذہب سے جس کی طرف انہیں دعوت دی جاتی ہے موازنہ سے ہو، انہیں مذہبی عبادات یا رسومات میں جو اُن کے والدین یا سرپرستوں کے مذہب یا فرقہ کے مخالف ہوں، شریک ہونے کی اجازت دینا منع ہے، اور کوئی طریق جس کا مقصد مذہب یا فرقہ کو تبدیل کرنا ہو، ناجائز ہے۔“

قانون نے اس کی سزا بھی تجویز کی ہے، جو ایک سال قید بامشقّت اور ایک ہزار پونڈ جرمانہ اور اس جرم کے تکرار کی صورت میں دو سال قید بامشقت اور اس کے ساتھ ہی اس درسگاہ کے بند کرنے تک ہوگی جو اس تحریک کی ذمہ دار قرار دی جائے۔ مسیحی حلقوں میں یہ محسوس کیا گیا ہے، کہ گو بظاہر یہ مسوّدۂ قانون تبدیلیٔ مذہب سے تعلق رکھتا ہے، لیکن اگر اسے قانون بنا دیا گیا تو یہ مشنری تعلیمی درسگاہوں کے کام کو جن کی قانونی حیثیت اور نصاب تعلیم کی ۱۹۳۷ء کی مانٹریکس کنونشن سے ضمانت دی ہوئی ہے، جاری

Digitized by Khilafat Library

رکھنا فی الواقعہ ناممکن بنا دیگا۔

حاکمانِ مجاز نے معاملۂ ہذا پر غور کیا ہے، اور معلوم ہوُا ہے، کہ فی الحال اس اقدام کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔

سوڈان | سوڈان کے مسلم علاقہ میں مسیحی مدارس کی تعداد میں اضافہ ہوُا ہے۔ مسیحی مشن حکومت کی بے دینوں میں تبلیغ میں حوصلہ افزائی کو بیحد قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ دوستانہ رویّہ سے کلیسیا کی ترقی کو بہت مدد حاصل ہوئی ہے، اور سرکاری ناظمین، معلّمین، نرسوں، انجنیروں، زمینداروں اور تاجروں نیز مشنریوں کے باہمی تعاون سے حقیقی مسیحی برادری قائم ہوگئی ہے۔ بڑی عمر کی لڑکیوں اور سوڈانی حرموں کی عورتوں کے درمیان بائیبل خوان عورت کے کام کو جس میں ابتدائی تعلیم کے ساتھ بائیبل کا پڑھنا شامل ہے، فروغ حاصل ہوُا ہے۔ یہ کام پانچ مقامات پر جاری رکھا گیا ہے، اور ہر ہفتہ آٹھ سو سے زیادہ لڑکیوں اور عورتوں نے اس سے استفادہ کیا ہے۔

شمالی افریقہ | ٹیونس میں ہر ہفتہ انجیلی خطبات نشر کئے جاتے ہیں، جنھیں فرانسیسی بولنے والوں کی کثیر تعداد سنتی ہے، ان میں یہودی اور مسلمان بھی شامل ہیں۔ الجیریا میں انجیلوں کا الجیرین عربی میں ترجمہ تیار ہو رہا ہے۔ نیز کوہ آور کی شورائی زبان میں ترجمہ شروع کیا گیا ہے۔ اس ملک میں کام کا حوصلہ افزا پہلو یہ ہے، کہ فرانسیسی پروٹسٹنٹوں نے مسلمانوں کے درمیان تبلیغی کام شروع کیا ہے۔ ایک پادری اور ایک ڈاکٹر نے خانقاہ سدّی ندجی کے مقام پر مرکز کھول دیا ہے"۔ (ترجمہ)

Digitized by Khilafat Library

# نئی کتابوں پر تبصرہ

**اسلامی پردہ** مرتبہ شمس الدین صاحب مجاہدِ اسلام، تقطیع ۲۰ × ۲۶ ضخامت ۱۳۸ صفحے کاغذ، کتابت وطباعت اوسط، قیمت ایک روپیہ، مصنّف سے شمس منزل مصری شاہ لاہور سے مل سکے گی۔

اس رسالہ کا موضوع جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، اسلامی پردہ ہے۔ مصنّف نے اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ عورت کا چہرہ پردہ سے خارج ہے، چہرہ کے پردہ کے بہت سے نقصان بھی بیان کئے ہیں، اور بہت سے ممالک کی سیاحت کے بعد آپ نے یہ رائے قائم کی ہے، کہ مسلمانوں کے تنزّل اور ادبار کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے، کہ مسلمان عورتیں چہرہ کا پردہ کرتی ہیں، جس کے باعث وہ تعلیم سے مستفید نہیں ہو سکتیں، اور اس طرح جاہل رہنے سے ان کی اولاد بھی جاہل رہتی ہے، اور مسلمانوں کے بچوں کی جہالت کی وجہ سے مسلمان من حیث القوم زیورِ علم سے آراستہ نہیں ہو سکتے، برخلاف اس کے اقوامِ یورپ پردہ سے بے نیاز ہو کر بے پردگی کو شعار بنائے ہوئے ہیں اس لئے ان کی نسلیں تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، اور وہ بہت دولتمند اور مرفہ الحال ہیں۔

مصنّف کے اس نظریہ کو دو طرح سے پرکھا جا سکتا ہے، اوّل اس طرح کہ کیا جیسا کہ مصنّف نے اظہار رائے کیا ہے، مسلمانوں کے ادبار و تنزّل کا باعث پردہ ہے؟ اور دوم یہ کہ شریعت کے اسلامی پردہ کے متعلق کیا احکام ہیں۔

امرِ اوّل کے متعلق یہ عرض ہے، کہ کسی قوم کے تنزّل کا باعث پردہ کو قرار دینا، یا اس کی ترقی

Digitized by Khilafat Library

کی وجہ بے پردگی ٹھہرانا، تاریخ و مشاہدہ کے خلاف ہے۔ کیا ہندوستان پر جب افغانستان کی طرف سے آریہ قوم آئی، تو اس وقت یہاں کے قدیم باشندے اپنی عورتوں سے پردہ کراتے تھے؟ کہ وہ مغلوب و ذلیل ہوگئے، اور آرین ان پر غالب آگئے، یا پھر ان کے بعد جب مسلمان ہندوستان پر بطور فاتح سینکڑوں برس حکمران رہے، تو کیا ہندوستان کے ہندو پردہ کرتے تھے؟ جس کے باعث وہ محکوم اور مسلمان حاکم بن گئے، یا کیا اب موجودہ دور میں ہندوستان کے بائیس کروڑ ہندو جو انگریزوں کی غلامی میں جکڑے ہوئے ہیں، وہ پردہ کرتے ہیں؟ جس کی وجہ سے قریباً چار کروڑ انگریز ان بائیس کروڑ پر غالب ہیں۔ اگر کسی قوم کی ترقی کا باعث بے پردگی ہوتی، تو چوہڑے چمار، سانسی، اور دیگر ادنےٰ اقوام کے لوگ آج دنیا میں سب سے زیادہ معزز ہوتے، یہودیوں پارسیوں اور بدھ مت کے پیروؤں کے قبضہ میں دنیا کی حکومتیں اور اس کے علوم ہوتے، مگر باوجود ان کے بے پردہ ہونے کے معاملہ برعکس ہے، جس سے معلوم ہوا، کہ مسلمانوں کے تنزل کا حقیقی سبب، جیسا کہ رسالہ کے مصنف کا خیال ہے، پردہ نہیں۔

علاوہ ازیں یہ بات بھی خلاف واقع ہے، کہ پردہ تعلیم میں روک ہے، عموماً پردہ دار گھرانوں کی بہو بیٹیاں تعلیم یافتہ ہوتی ہیں، الا ماشاء اللہ، اور پردہ میں رہتے ہوئے ان کی تعلیم وصحت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ پردہ دار ہونا کسی عورت کو سیر و تفریح اور ورزش سے محروم نہیں کردیتا اگر کُل دنیا کے مسلمانوں کی مردم شماری کرائی جائے، اور ان میں سے پردہ دار گھرانوں اور بے پرد گھرانوں کی عورتوں کا مقابلہ کیا جائے، تو آپ کو معلوم ہوجائے گا، کہ تعلیم یافتہ گھرانے عموماً وہی ہونگے جو پردہ دار ہیں، اور بے علم گھرانے اکثر ایسے ہونگے، جو پردہ نہیں کرتے۔ اس لئے آپ کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کی تمام تباہی کا باعث پردہ ہے، درست نہیں، اس کے اسباب اور ہیں، اگر آپ ان کی تفصیل معلوم کرنا چاہیں، تو سلسلہ عالیہ احمدیہ کا لٹریچر مطالعہ کریں۔ ہاں یہ درست ہے، کہ بعض

علاقوں اور خاندانوں میں پردہ کے بارے میں ناجائز سختی کی جاتی ہے، اور ہم بھی اس سختی کے مخالف ہیں، مگر اس کا یہ مطلب نہیں، کہ اسلامی شریعت پر ہاتھ صاف کیا جائے، اور یہ کہا جائے، کہ مُنہ کا پردہ نہیں کرنا چاہیئے۔ جو چیز غلط طور پر ہمارے تمدن میں رائج ہوگئی ہے، اس کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے، نہ یہ کہ شریعت کے احکام میں جو حق وحکمت پر مبنی ہیں، دخل دینا شروع کردیا جائے۔

Digitized by Khilafat Library

یہ بات محتاجِ بیان نہیں، کہ اسلام نے پردہ کا حکم محض اس لئے دیا ہے، کہ عورت کی عفت و عصمت کو محفوظ کیا جائے، اور پردہ عفت کی حفاظت کا مِنجملہ دیگر ذرائع کے ایک بہت بڑا اور مجرّب ذریعہ ہے، اور اسلام کے اس نظریہ پر یورپ کی بے پردگی شاہد ناطق ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے صرف عورتوں کو کہا ہے کہ لَا یُبْدِیْنَ زِیْنَتَهُنَّ یعنی وہ غیر محرموں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار نہ کریں۔ کیونکہ یہ بات اظہر من الشمس ہے، کہ جو کشش قدرت نے مقناطیس میں لوہے کی رکھی ہے، اس سے بڑھکر عورت و مرد میں کشش رکھی ہے، بڑھکر اس لئے کہ لوہے اور مقناطیس میں یکطرفہ کشش ہوتی ہے، اور مرد و عورت میں دوطرفہ، اور سب سے زیادہ کشش والی چیز انسان میں اس کا چہرہ ہی ہے، اسی وجہ سے یہ امر شائع ومتعارف ہے، کہ عشق ومحبت کو چہرہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، اس لئے اس کشش کو اگر کسی حدبندی کے اندر نہ لایا جائے، تو دُنیا کا تمدن قائم نہیں رہ سکتا، اسلام نے وہ حدبندی پردہ قرار دی ہے۔

پردہ کا مفہوم جو قرآن کریم نے قائم کیا ہے، وہ آیت مذکورۃ الصدر سے مستنبط ہوتا ہے یعنی وہ امور جو ایک عورت کی طرف مرد کی کشش کا باعث ہوں، ان کو حتی الوسع عورت ظاہر نہ ہونے دے۔ اس کے نتیجہ میں چہرہ جو باعثِ زینت وکشش ہے، اس کا پردہ میں رکھنا ضروری ہے بعض لوگوں کا یہ اعتراض ہے، کہ قرآنِ مجید سے چہرہ چھپانا ثابت نہیں، اس کا جواب یہ ہے، کہ چہرہ بھی زینت

میں بدرجہ اولیٰ شامل ہے، اور قرآن کریم میں چہرہ کا کہیں استثناء نہیں ہے، اسی لئے آگے کھولکر بیان فرما دیا، کہ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ - اس میں عورتوں کو جاہلیت کی رسم کے خلاف (کہ وہ دوپٹہ صرف پیچھے کمر کی طرف ڈالا کرتی تھیں) یہ حکم دیا گیا ہے، کہ دوپٹہ آگے کی طرف ڈالیں، تاکہ دوپٹہ بجائے پیچھے کے آگے گریبان پر پڑے، اور چہرہ بھی چھپ سکے، اور ان معنوں کی صحت کا زبردست ثبوت مسلمانوں کا تعامل ہے، پس جو معنے اس کے عملاً سرورِ کونین ؐ نے کئے، اور امت کے تعامل کے ذریعہ سے ہم تک پہونچے، ان سے بڑھکر اور کوئی مستند ثبوت نہیں ہو سکتا، اور نہ کسی شخص کا قول اس تعامل کے مقابلہ پر کوئی وقعت رکھتا ہے۔

احادیث نبویؐ سے عورتوں کا جنگوں میں شریک ہونا ثابت ہے، اور یہ بھی ثابت ہے، کہ وہ پانی پلانے اور علاج معالجہ کا کام کرتی تھیں، لیکن کیا کسی کو پانی پلانے کے لئے ضروری ہے، کہ پانی پلانے والا چہرہ ننگا رکھے؟ یا کسی کی مرہم پٹی گھونگٹ میں کوئی عورت نہیں کر سکتی؟ مصنّف صاحب رسالہ نے جس قدر احادیث لکھی ہیں، ان میں کسی حدیث میں یہ مذکور نہیں، کہ عورتیں چہرہ ننگا رکھتی تھیں، گو بعض حالات ایسے پیدا ہو سکتے ہیں، جن کے ماتحت عورت کے مقاماتِ زینت کا ظاہر کرنا ضروری ہو جاتا ہے، جس کا استثناء پہلے ہی سے اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا میں موجود ہے۔

اس امر کا ثبوت کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چہرہ کا پردہ کیا جاتا تھا، مندرجہ ذیل روایتوں سے ملتا ہے:-

Digitized by Khilafat Library

۱- رَوَاهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَرَادَ اَنْ يَّتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّ فِيْ اَعْيُنِ الْاَنْصَارِ شَيْئًا۔

۲- قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا اِذَا كَانَ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا لِلْخِطْبَةِ۔

۳۔ قَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ خَطَبْتُ اِمْرَأَةً فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَظَرْتَ اِلَيْهَا فَقُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يُّؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔ (تفسیر کبیر جلد سادس)

یعنی ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، کہ ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو اُسے حضورؐ نے فرمایا، اسے دیکھ لو، کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ خرابی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت سے منگنی کرے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ اُسے دیکھے، جبکہ صرف منگنی کے لئے دیکھنا مقصود ہو۔

مغیرہؓ بن شعبہ نے فرمایا، مَیں نے ایک عورت سے منگنی کی، تو حضور نے فرمایا، تو نے اُسے دیکھا ہے، مَیں نے عرض کیا نہیں! حضورؐ نے فرمایا، دیکھ لو، کیونکہ دیکھنا دائمی محبت پیدا کرنے کے لئے بہت مناسب ہے۔

Digitized by Khilafat Library

مندرجہ بالا تینوں حدیثیں جو اپنے پایۂ اعتبار کے لحاظ سے مستند و معتبر ہیں، اس امر کا بیّن ثبوت ہیں، کہ چہرہ اِلَّا مَا ظَهَرَ کے استثناء کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف بوقت ضرورت دیکھا جا سکتا ہے، ورنہ نہیں۔ اگر چہرہ کا پردہ نہ ہوتا، تو حضور ہرگز یہ نہ فرماتے، کہ دیکھ لو، کیونکہ انصاری عورتوں کی آنکھوں میں خرابی ہوتی ہے، ننگے چہرہ والی عورتوں کی آنکھیں تو خود بخود ظاہر ہی ہوتی ہیں، اس صورت میں یہ فرمانا کہ ان کو دیکھ لو، کوئی معنے نہیں رکھتا۔ اسی طرح جس عورت سے منگنی کی جائے، اُسے دیکھنے کا جواز بھی بغیر ضرورت کے دیکھنے کی ممانعت کو ظاہر کر رہا ہے، جس سے چہرہ کا پردہ میں رکھنا ظاہر ہے۔

غرض مسلمانوں کا تنزّل چہرہ کے پردہ کی وجہ سے نہیں، اور نہ قرآن، سنّت اور حدیث سے اس امر کا کوئی ثبوت ملتا ہے، کہ چہرہ کا پردہ نہ کیا جائے، میاں شمس الدین صاحب نے مسلمانوں کے

تنزّل کا علاج جو بے پردگی تجویز کیا ہے، میرے خیال میں یہ صحیح نہیں، بلکہ یہ ان کے تنزّل وادبار اور اخلاقی گراوٹ میں اور بھی ممد و معاون ہوگا کیونکہ عقل و شریعت دونوں اس علاج کو ردّ کرتے اور اس نسخہ کو مضر بتاتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library

یہ سوال کہ قرآن کریم نے مردوں اور عورتوں دونوں کو جب غضِّ بصر کا حکم دیا ہے، تو پھر مُنہ کے پردہ کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا یہ جواب ہے، کہ دُنیا میں سب کے سب مسلمان نہیں، بلکہ کروڑوں کی تعداد میں غیر مسلم بھی آباد ہیں، اگر صرف مسلمانوں ہی کی دنیا میں آبادی ہوتی، اور غیر مسلم کوئی نہ ہوتا، اور مسلمان بھی سارے کے سارے اس حکم الٰہی پر عمل پیرا ہوتے، تو بے شک عورتوں کو مُنہ کے پردہ کی کوئی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ قیامت تک غیر مسلموں نے بھی ہونا تھا، اور ان کی عورتوں نے پردہ نہیں کرنا تھا، اس لئے مسلمانوں کو غضِّ بصر کا حکم دیا، اور مَردوں نے چونکہ بالکل چہرہ کا پردہ کرنا ہی نہ تھا، اس لئے عورتوں کو غضِّ بصر کا حکم دیا، کہ وہ غیر مَردوں کو نظر بھر کر نہ دیکھیں۔ مگر قرآنی تعلیم پر غیر مسلم عمل پیرا نہیں ہیں، اس لئے وہ کب غضِّ بصر کرنے والے تھے، لہٰذا مسلمان عورتوں کو چہرہ کے پردہ کا حکم دیا گیا، تا غیر مسلم اُسے دیکھ نہ سکیں۔ اور یہ اسلامی تعلیم کا کمال ہے، کہ اس نے انسان کی عفت و عصمت کی حفاظت کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا۔

جو لوگ چہرہ کے پردہ کو تسلیم نہیں کرتے، اور چہرہ کھلا رکھنے پر مُصر ہیں، وہ بتائیں، کہ کیا وہ یہ چاہتے ہیں، کہ مسلمان تو غضِّ بصر کے حکم کے ماتحت مسلمان عورتوں کو نہ دیکھیں، لیکن غیر مسلم بے شک مسلمان عورتوں کو دیکھتے رہیں، کیونکہ وہ تو غضِّ بصر کے حکم کو مانتے ہی نہیں۔ کیا کوئی غیور انسان اس بات کو پسند کریگا، کہ کوئی غیر شخص اس کی بہو بیٹی کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھے؟ اگر جواب نفی میں ہے، تو اسلام نے سوائے چہرہ کے پردہ کے اس کا اور کیا علاج تجویز کیا ہے؟

میاں شمس الدین صاحب نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۳ میں جماعت احمدیّہ پر بھی ایک اعتراض

Digitized by Khilafat Library

کیا ہے، کہ "چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ کی بنیاد وفات مسیحؑ پر تھی، اس لئے وفات مسیحؑ پر زور دیا جاتا ہے، ورنہ دوسری رسموں کو جو قرآن اور حدیث کے خلاف مسلمانوں میں رائج ہیں، دور کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی" معلوم ہوتا ہے، کہ میاں شمس الدین صاحب کو سلسلہ عالیہ احمدیہ سے زیادہ لگاؤ نہیں، ورنہ انہیں معلوم ہوتا، کہ جماعت احمدیہ کی غرض ہی دین اسلام کا زندہ کرنا اور احیاء شریعت ہے، اور اس کے لئے وہ شب و روز مصروف رہتی ہے۔ ہاں وہ قرآن و اسلام کی من مانی تفسیر نہیں کرتی، اور نہ لوگوں کے اعتراضات سے ڈر کر یا حالات سے متاثر ہو کر شریعت میں تبدیلی کو جائز سمجھتی ہے۔ پردہ کے مسئلہ پر جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں بیسیوں مرتبہ لکھا جا چکا ہے، اور رسالہ "ریویو" میں بھی نہایت قیمتی مضامین اس مسئلہ پر شائع ہوتے رہے ہیں، اور حال ہی میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے تفصیلی مضامین رسالہ ہذا کی جلد، ۳ نمبر ۱۱ و ۱۲ میں شائع ہوئے ہیں، کہ آجتک ایسی مفصل، مدلل و معقول بحث میری نظر سے نہیں گذری، آپ نے تمام آیات و احادیث پر جو پردہ کے متعلق ہیں مفصل بحث کی ہے، اور فقہاء و علماء کے اقوال کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے، اور صحیح اسلامی پردہ کو اس میں پیش کیا گیا ہے، اس لئے جماعت احمدیہ پر یہ اعتراض ناواقفیت کا نتیجہ ہے ۔ (عبدالاحد مولوی فاضل)

**The Essential Unity of All Religions** — مرتبہ ڈاکٹر بھگوان داس ایم۔ اے۔ ڈی لِٹ بنارس
تقطیع ۲۰×۳۰، ضخامت ... ۷ صفحے، کاغذ و طباعت عمدہ، قیمت مجلد مع محصولڈاک اڑھائی روپے، ملنے کا پتہ:- کاشی ودیا پیٹھ بنارس۔

ڈاکٹر بھگوان داس صاحب ایم۔ اے۔ ڈی لِٹ کی اس کتاب میں بہت محنت سے دنیا کے قریباً گیارہ مذاہب کی کتابوں سے انتخاب کیا گیا ہے۔ کتاب کی بنیاد دراصل مصنف کے لیکچروں پر ہے، جو انہوں نے سنٹرل ہندو کالج بنارس کے طالب علموں کو ہندو دھرم کی تعلیم دینے کے لئے دیئے۔ ان لیکچروں کا مجموعہ

Digitized by Khilafat Library

پہلے The Advanced Text Book of Hinduism کے نام سے شائع کیا گیا، اور اب اسی کو کچھ مزید اضافہ کے ساتھ The Essential Unity of All Religions کے نئے نام سے شائع کیا گیا ہے۔

اگر دوسرے مذاہب کی کتابوں کے ترجمے صحیح دیئے جاتے، اور ہندو ازم کی برتری ثابت کرنے کا منشاء نہ ہوتا، تو یہ مختلف مذاہب کی مشترکہ تعلیمات کا اچھا مجموعہ تھا۔ اس میں ہندو مذہب کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت کرنے کی زبردست کوشش کی گئی ہے، اور آخر میں اپیل کی گئی ہے، کہ سوسائٹی کو صحیح طور پر چلانے کے لئے منو کی تعلیمات، جو منوسمرتی میں لکھی ہیں، مان لینی چاہئیں۔

کتاب کے شروع میں یہ بات کہی گئی ہے، کہ مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے Egoism (خودی) پر قائم رہنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس وجہ سے ایک دوسرے میں صلح نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر خودی کو قائم رکھنا بُرا ہے، تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے، کہ لائق مصنّف خود اس کتاب کی تصنیف میں اس جرم کے مرتکب ہوئے ہیں، یعنی انہوں نے اپنی مذہبی خودی کو قائم رکھا ہے، اور کتاب میں از اوّل تا آخر اسی بات کی کوشش کی ہے، کہ ہندو دھرم کی برتری کو ذہن نشین کریں۔ اب جس چیز پر مصنّف نے خود عمل نہیں کیا، اس کی دوسروں سے کیونکر توقع رکھ سکتے ہیں۔

کتاب میں بعض فاش تاریخی اور مذہبی غلطیاں ہیں، اگر ذرا زیادہ غور، توجہ اور احتیاط سے کام لیا جاتا ہے، تو یہ غلطیاں بالکل نہ ہوتیں، یا بہت کم رہ جاتیں۔ موٹی موٹی غلطیاں بطور نمونہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں:۔

(۱) صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے، کہ یونانی بادشاہ مننڈر (Menander) سے ناگارجن کی بات چیت ہوئی، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، اس کی بات چیت بھکھو ناگ سین سے ہوئی تھی۔ ناگارجن کا زمانہ، جیسا کہ کتاب میں لکھا گیا ہے، دوسری صدی قبل مسیح نہیں ہے، بلکہ ۱۸۰ء بعد مسیح ہے۔

ناگارجن منندر کے ساتھ بات چیت کے لئے مشہور نہیں ہے، بلکہ بودھوں کی فلاسفی میں مادھیامک سکول چلانے کے لئے مشہور ہے، اسے مہایان (بودھ فرقہ) پھیلانے والا بھی کہا جاتا ہے۔ ثبوت کے لئے دیکھیے۔ انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا[1] کا مضمون زیر عنوان "منندر"، اور[2] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مضمون زیر عنوان مادھیامک (Madhyamak) اور[3] وی ٹرنکنر (V. Trenckner) کا ملند پنہو (Milind-Panho) مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۸۰ء، اور[4] ریس ڈیوڈز کی کتاب Questions of Milind مطبوعہ آکسفورڈ، نیز[5] سلون لیوی (Sylvain Levy) کا مضمون Proceedings of the Ninth International Congress of Orientalists مطبوعہ لنڈن سنہ ۱۸۹۲ء جلد اوّل صفحہ ۵۱۸-۵۲۹-

Digitized by Khilafat Library

(۲) صفحہ ۲۹ میں لکھا ہے، کہ مہابیر جن یا وردھمان سوامی جین دھرم کے بانی تھے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ وردھمان سوامی یا مہابیر جن جین دھرم کے بانی نہیں ہیں، بلکہ یہ جین دھرم کے چوبیس تیرتھنکروں (مجددوں) میں سے سب سے آخری یعنی چوبیسویں تیرتھنکر ہیں۔ پہلے تیرتھنکر کا نام رشب یا برشب ہے، اور تیئیسویں کا نام پارشو ناتھ ہے۔ مہابیر سوامی کے نروان (مرنے) سے دو سو سال قبل پارشو ناتھ کا نروان ہوا۔ اس کے لئے ملاحظہ فرمائیے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس کا مضمون زیر عنوان "جَین ازم"۔

(۳) صفحہ ۳۰ میں بادشاہ کمارپال (گجرات) کا زمانہ بارھویں صدی قبل مسیح لکھا ہے، اور یہی وقت ہیم چندر آچاریہ کا بتایا گیا ہے، اور ان دونوں کو جَینی کہا گیا ہے، حالانکہ صفحہ ۲۹ میں جین دھرم کا بانی مہابیر بتایا گیا ہے، اور اس کا زمانہ چھٹی صدی قبل مسیح لکھا ہے۔ اب اس تھیوری کے مطابق کمارپال کو بارھویں صدی قبل مسیح میں کیونکر مانا جاسکتا ہے؟ دراصل ہیم چندر کا زمانہ سنہ ۱۱۸۸ بعد مسیح

Digitized by Khilafat Library

ہے، اور یہی وقت کمار پال کا ہے۔ دیکھئے پدھ ہیم چندر، دلیشی نام مالا، دویشرے مہا کاویہ۔ ہسٹری آف انڈین لاجک (میڈیول پیریڈ) مصنفہ ڈاکٹر ستیش چندر ودّیہ بھوشن ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی۔ نیز ہیم چندر کے بارے میں میرا مضمون مندرجہ "ودیا پیٹھ" جلد ۴ نمبر ۱۳ صفحہ ۱۹۔

(۴) صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے، کہ گورو گرنتھ صاحب میں سکھوں کے دس گوروؤں کی تعلیمات ہیں۔ یہ بھی درست نہیں ہے، کیونکہ ساتویں اور آٹھویں گورو کا اس میں کوئی شبد نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس میں پچاس سے زائد لوگوں کے اقوال درج ہیں، جن میں بیبا تیلی اور سدنا قصائی وغیرہ کئی مسلمان بزرگ بھی شامل ہیں۔ جو کتاب اتحادِ مذاہب پر لکھی جائے، جیسا کہ مصنّف کی کتاب زیرِ تبصرہ ہے، اس میں میرے نزدیک اس چیز کا آنا نہایت ضروری تھا۔ علاوہ ازیں اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں گورو نانک صاحبؒ کے جو شبد گرنتھ صاحب وغیرہ میں آئے ہیں، ان کا ذکر بھی لازمی تھا، پھر اُس مقدس پوتھی (قرآن مجید) کا ذکر بھی ضروری تھا، جو گورو نانک صاحب ہمیشہ اپنے پاس بطور تبرّک رکھتے تھے، اور جو اب گورو ہر سہائے ضلع فیروز پور کے گوردوارہ میں محفوظ ہے، اور سکھوں کے نزدیک وہ گورو صاحب کی ایسی مقدس یادگار ہے، کہ اس کے درشن ایک سوا ایک مرتبہ اشنان کے بعد کرائے جاتے ہیں۔ اسی طرح چولہ بابا نانکؒ کا بیان بھی ضروری تھا، جو گورو صاحب زیبِ تن فرمایا کرتے تھے، اور جس پر قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک میں اب تک محفوظ ہے، اور سکھ اسے بھی نہایت عزّت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ یہ چیزیں سکھوں اور مسلمانوں میں اتحاد کی زبردست بنیاد ہیں، اور اگر ان کا ذکر زیرِ تبصرہ کتاب میں آجاتا، تو یہ اس کے موضوع کے عین مطابق تھا۔ مگر افسوس کہ ان چیزوں کو نظر انداز کر دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے، کہ ڈاکٹر صاحب نے کتاب کے بعض حصّے اپنے شاگردوں کی تحقیق پر چھوڑ دیئے، جنہوں نے اپنی لاعلمی، یا کسی دوسری وجہ سے ان اور ان جیسے اور بہت سے امور کو نظر انداز کر دیا۔

Digitized by Khilafat Library

(۵) کتاب میں جابجا پارسی مذہب کی بنیادی کتاب کا نام ژند اوستا بتایا گیا ہے، حالانکہ ژند اوستا کسی ایک کتاب کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ دو کتابیں ہیں۔ اوستا متن ہے، اور ژند اس کی تفسیر۔ اور ان دونوں کا مصنّف بھی، جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے سمجھا ہے، ایک نہیں ہے، بلکہ الگ الگ ہیں۔ پھر ان کی زبان بھی مختلف اور زمانۂ تصنیف بھی جُدا جُدا ہے۔

آپ نے لکھا ہے، کہ ژند اوستا کا مصنّف زرتشت ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا میں ژند کا مضمون الگ ہے، اور اوستا کا الگ۔ اور اوستا کے ذیل میں اول الذکر میں بالتفصیل بتایا ہے، کہ ہائیڈ نے ۱۷۰۰ء میں اور انکیٹائیل ڈوپیرانے ۱۷۷۱ء میں ژند اوستا کو ایک ہی کتاب سمجھنے میں کس وجہ سے غلطی کھائی۔ اور اب تو یہ غلطی شاید کوئی پڑھا لکھا نہیں کریگا۔ ژند اور اوستا دو علیحدہ علیحدہ کتابیں ہونے کے ثبوت میں دیکھیئے انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس بہ ذیل عنوانِ اوستا ( Avesta ) اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹینیکا بہ ذیل عنوان ژند۔ ( Zand ) اور پروفیسر میکس مولر کی کتاب Chips from a German Workshop میں پارسی مذہب کا باب، نیز جیکسن کی کتاب Persia past and present۔

کتاب میں سب سے زیادہ صحیح اگر کوئی بات ہے، تو وہ مذکورہ بالا مذاہب کے متعلق لکھی ہوئی باتیں ہی ہیں۔ باقی رہے شنٹو ازم، تاو ازم، لاؤتسزم، کنفیوشسزم، اسلام، عیسائیت اور یہودیت وغیرہ، ان کے بارے میں بہت ہی خام اور غیر صحیح معلومات کی بناء پر ایسی باتیں لکھی گئی ہیں، جن سے ہندو ازم کی تائید ہو سکے۔

ہندو ازم کی تعریف کے شوق میں الفاظ کے غلط معنے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا، چنانچہ صفحہ ۲۶ میں ہندو مذہب کی بعض خاص اصطلاحات کے ایسے معنے کئے گئے ہیں، جن کو ان اصطلاحات

سے دور کا واسطہ بھی نہیں ہے، مثلاً مانو (Manova) کا ترجمہ (Human) کیا گیا ہے، حالانکہ مانو سے مراد ہندو فلاسفی میں منو کی تعلیمات ہوتی ہیں، اسی لئے منوسمرتی کو مانو دھرم شاستر بھی کہتے ہیں، اسی طرح ویدازم کا ترجمہ سائنٹیفک مذہب کیا گیا ہے، جس سے یہ دکھانا مقصود ہے، کہ صرف ویدک دھرم ہی سائنٹیفک ہے، اور باقی مذاہب اس کے برعکس ہیں۔ اصل میں ویدازم سے مراد وہ دھرم ہوتا ہے، جو وید نام کی چار کتابوں میں بتایا ہوا ہے۔ وید کے لفظ کا ترجمہ سائنس نہیں ہے، پھر ویدازم کے معنے سائنٹیفک مذہب کس لغت کے رُو سے کئے گئے ہیں؟ وید کے پورے معنے سمجھنے کے لئے میرا مضمون مندرجہ ریویو آف ریلیجنز انگریزی بابت ماہ مارچ ۱۹۴۰ء ملاحظہ فرمائیے۔

Digitized by Khilafat Library

کتاب میں دوسری کتابوں کے حوالے درج کرتے ہوئے اصلی عبارت کو بہت جگہ تبدیل کر دیا گیا ہے، اور بعض ایسے اقتباس بھی ہیں، جو ان کتابوں میں ملتے ہی نہیں، جن کے حوالہ سے وہ لکھے گئے ہیں۔ مثلاً صفحہ ۵۹۶ میں وِدّیا ہوی شُرتی کو وید میں بتایا گیا ہے، حالانکہ وید میں اس کا نام ونشان ہی نہیں ہے۔ یہ شُرتی یاس کے نرکت میں نے گھنٹک کانڈ کے دوسرے ادھیائے کے شروع میں ملتی ہے۔ اس کو وید منتر بتانا کھلی ہوئی غلطی ہے۔

جو عبارتیں اصل کتابوں کے حوالوں سے تبدیل کی گئی ہیں، ان کی بھی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے: صفحہ ۶۰۶ میں ورلڈ فیلوشپ کا The Anthem of the Universal کا اقتباس درج کیا ہے، جس کی دوسری نظم ورلڈ فیلوشپ مرتبہ چارلس۔ ایف ویلر کے صفحہ ۸ میں مندرجہ ذیل الفاظ سے شروع ہوتی ہے:-

Anger, Resentment, Hate.

لیکن اسے زیر تبصرہ کتاب کے صفحہ ۶۰۶ میں یوں تبدیل کر دیا گیا ہے:-

Lust, Greed, Fear, Pride and Hate.

چونکہ ہندو فلاسفی پانچ یا چھ اخلاق سیئہ کا ذکر کرتی ہے، اس لئے شاید اینتھم کو اس کے مطابق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہم نے غلط یا بے اصل حوالہ جات کی صرف دو مثالوں پر اکتفا کی ہے، ورنہ کتاب میں اور بھی بہت سے مقامات پر ایسے نمونے بکثرت ملتے ہیں۔

اب ہم کتاب کے اصل موضوع پر بھی کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ صفحہ ۵۰ اور ۵۴ میں ہندو

دھرم ہی کو سائنٹیفک اور عالمگیر مذہب ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، اور صفحہ ۵۶۸ میں تعلیم یافتہ اصحاب کو منو کی تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے، اور انہیں دوسروں کو اس کی تبلیغ کرنے کی ہدایت بھی دی گئی ہے۔ ہمیں صاف طور پر کہدینا چاہیئے، کہ اگر اتحاد مذاہب پر لکھی ہوئی کتاب میں یہ چیزیں نہ ہوتیں، تو یہ کتاب زیادہ بہتر ہو سکتی تھی۔ اب تو واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے، کہ اتحاد کے پردہ میں ہندو دھرم کی تبلیغ اور اس کی برتری لوگوں کے دلوں میں بٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔

Digitized by Khilafat Library

صفحہ ۱۶۲ میں لکھا ہے، کہ ہندو، بدھ، جینی اور سکھ پُنر جنم کو مانتے ہیں، نیز لکھا ہے، کہ بائیبل اور قرآن شریف نے بھی پُنر جنم کا ردّ نہیں کیا، بلکہ ان میں بھی جا بجا تناسخ کی تائید ملتی ہے، اور اس کے ثبوت میں قرآن مجید کی وہی آیات پیش کی گئی ہیں، جو اس سے قبل بارہا آریہ مناظروں کی طرف سے پیش ہوتی رہی ہیں۔ اب ہماری سمجھ میں نہیں آتا، کہ جس کتاب کا موضوع اتحاد مذاہب ہو، اس میں مناظرہ کے لئے نیا میدان تیار کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی تھی۔ جو آیتیں تناسخ کے ثبوت میں ڈاکٹر صاحب نے پیش کی ہیں، ان سب کے جواب بارہا دیئے جا چکے ہیں، یہاں اس امر کی گنجائش نہیں، کہ ان پر بحث کی جائے۔ "اثبات التناسخ" مصنفہ لکشمی نرائن امروہی کے جواب کے سلسلہ میں انشاء اللہ کتاب کے اِس حصّہ پر بھی روشنی ڈالی جائیگی۔ تاہم یہاں اتنا ذکر کرنا ناموزون نہ ہوگا، کہ ڈاکٹر صاحب نے تناسخ کے لئے سنسکرت کا لفظ پُنر جنم بتایا ہے، مگر یہ عجیب بات ہے، کہ یہ لفظ چاروں ویدوں میں دوبارہ پیدائش (Rebirth) کے معنوں میں کہیں بھی نہیں آیا۔ سنسکرت واٹربک یعنی سینٹ پیٹرز برگ سنسکرت جرمن ڈکشنری یا ویدک انڈکس غرضیکہ جس کتاب کو آپ چاہیں اس بارے میں دیکھ سکتے ہیں۔ ویدک لُغت دیکھنے سے آپ کو یہی معلوم ہوگا، کہ یہ لفظ دوبارہ پیدائش کے معنوں میں ہرگز استعمال نہیں ہوا۔

واقعہ یہ ہے، کہ آپ کے بتائے ہوئے پُنر جنم کو نہ ماننے والوں کی تعداد ہندوؤں میں ہمیشہ زیادہ رہی ہے، یہی وجہ ہے، کہ ہندوؤں کی پسندیدہ فلاسفی لوکایتک میں (جس کے لفظی معنے لوگوں کی پسندیدہ خاطر کے ہیں) پُنر جنم کی تردید کی گئی ہے۔ کٹھ اُپنشد میں یم اور نچیکیتا کی بات چیت بھی یہی بتاتی ہے، کہ پرانے زمانہ میں سب لوگ پُنر جنم کے قائل نہ تھے۔ یہی بات نیائے درشن کے پرتیہ بھاؤ کے سلسلہ میں واتسیاین نے جو کچھ لکھا ہے، اس سے ثابت ہوتی ہے۔ اصل یہ ہے، کہ ہندوؤں میں پُنر جنم کی تھیوری سرمایہ داربنیوں کے ذریعہ سے چلائی گئی ہے، اس کے لئے میرا

مضمون جو رسالہ ہذا کے ماہِ مارچ ۱۹۴۰ء کے پرچہ میں چھپ چکا ہے، دیکھا جائے، اور تفصیل کے ساتھ اس مسئلہ پر بحث انشاء اللہ اثبات التناسخ کے جواب میں کی جائیگی۔

ڈاکٹر صاحب نے بڑی محنت سے دوسری کتابوں کے حوالے چُنکر بہت اچھی کتاب ان لوگوں کے لئے لکھی ہے، جو زیادہ کتابیں حاصل نہیں کر سکتے۔ مگر اس کا دوسرا ایڈیشن صحیح چھپنا چاہئے، اور جس طرح کی غلطیوں کی طرف صرف اخلاص کی وجہ سے توجہ دلائی گئی ہے، اگر آئندہ ان کی اصلاح ہو جائے، تو یہ کتاب نہایت مفید ہو سکتی ہے۔ کم از کم کتاب کے پبلشرز کا یہ فرض ہے، کہ اگر ڈاکٹر صاحب کی کتاب ان کی سہل انگاری کی وجہ سے غلط چھپی ہے، تو اس کا دیگ مکمل صحت نامہ شائع کرکے اپنی غلطی کی تلافی کریں۔

ہم حیران ہیں، کہ ڈاکٹر سر رادھا کرشنن اور ڈاکٹر ٹیگور نے کتاب پر ریویو کرتے وقت ان باتوں کی طرف توجہ کیوں نہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے، رسمًا ریویو کر دیا گیا، اور کتاب کو بالاستیعاب پڑھنے کی تکلیف نہیں کی گئی۔

Digitized by Khilafat Library

بالآخر ہم ڈاکٹر بھگوان داس صاحب کے اس جذبہ کی قدر اور تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے، کہ انہوں نے مختلف مذاہب میں اتحاد پیدا کرنے کے ضروری مسئلہ کی طرف توجہ کی۔ موجودہ مذہبی کشمکش میں اتحاد پیدا کرنے کی معمولی سے معمولی کوشش بھی ہر بھلے آدمی کی ہمدردی کی مستحق ہے ہم ڈاکٹر صاحب سے سفارش کرتے ہیں، کہ وہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتاب "پیغام صلح" بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ہمارے نزدیک اتحاد مذاہب کے لئے صحیح بنیاد اور طریق وہ ہے، جو اس زمانہ کے روحانی مصلح نے پیش کیا۔ ہر مذہب کے ماننے والے اپنی اپنی رخودی، (Egoism) کو قائم رکھتے ہوئے بھی صلح و اتحاد سے رہ سکتے ہیں۔ مگر شرط یہ ہے، کہ ایک دوسرے کے مذہب کے خلاف حملے نہ کئے جائیں، بلکہ صرف اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

ڈاکٹر بھگوان داس صاحب سے مجھے گذشتہ پندرہ سال سے ذاتی طور پر نیاز حاصل ہے، اور میں نے ان کو بہت سلجھی ہوئی اور مخلص طبیعت کا انسان پایا ہے، وہ بہت بلند پایہ عالم اور صوفی منش ہیں۔ اس کتاب میں بھی بھگوان داس کا ترجمہ عبد القادر کرکے انہوں نے اپنی طبعی رواداری کا اظہار کیا ہے، اگر یہ بات ٹائٹل پیج پر بھی ہوتی، تو اور بھی اچھا تھا۔ میں نے کتاب پر مذکورہ بالا سطور میں فرض سے مجبور ہو کر جو ریویو کیا ہے، وہ دیانتداری سے اور اپنی محبت کو ڈاکٹر صاحب اور کاشی ودیا پیٹھ کے اربابِ حل و عقد کے ساتھ ویسے ہی قائم رکھتے ہوئے کیا ہے، جو مجھے ان سے دیرینہ تعلقات کی وجہ سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں..

# وصیتیں

نمبر ۵۵۸۰۔ منکہ محمد سلیمان قریشی ولد محمد عثمان قریشی قوم قریشی عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۱۸ ۳/۱۳۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ اس وقت میرے پاس مبلغ سو روپے نقد موجود ہیں۔ نیز مبلغ ساٹھ روپے میں نے ایک دوست کو قرض کے طور پر دیئے ہوئے ہیں۔ مَیں گاہے گاہے ٹیوشن کا کام بھی کرتا ہوں۔ مبلغ سو روپے کا دسواں حصّہ اس وقت ادا کرتا ہوں۔ اور باقی مبلغ ساٹھ روپے وصول ہونے پر اس کا دسواں حصہ ادا کرونگا۔ نیز ٹیوشن سے جو مجھے آمد ہوتی رہیگی اس کا بھی دسواں حصّہ انشاء اللہ ادا کرتا رہونگا۔ میرے والدین اللہ تعالےٰ کے فضل سے زندہ ہیں۔ اس لئے میرے نام کوئی جائیداد نہیں۔ اگر میرے مرنیکے بعد میرے نام کوئی جائیداد ثابت ہو، تو صدر انجمن احمدیہ اس جائیداد کا بھی دسواں حصّہ لینے کی حقدار ہو گی۔ العبد:۔ خاکسار محمد سلیمان قریشی قادیان۔ گواہ شد:۔ عبدالقادر مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد:۔ سید اعجاز احمد مولوی فاضل باب الانوار۔ قادیان۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۵۸۲:۔ منکہ حاجی احمد خان ایاز ولد چوہدری کرم دین صاحب قوم گوجر پیشہ وکالت عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۲۳ ۳/۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد اوسطاً پچاس روپے ہے۔ مَیں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ العبد:۔ حاجی احمد خاں ایاز وکیل کھاریاں۔ گواہ شد:۔ سعدالدین ایم۔اے۔ بی۔ٹی۔ اے۔ ڈی۔آئی گوجر خاں ضلع راولپنڈی۔ گواہ شد:۔ عبدالخالق مولوی فاضل ٹیوٹر بورڈنگ تحریک جدید۔ قادیان۔

نمبر ۵۵۷۹:۔ منکہ حافظ مبین الحق شمس ولد محمد یامین صاحب تاجر کتب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر تقریباً تیس سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان حال امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلاجبرواکراہ آج بتاریخ ۳/۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ صرف تنخواہ پر میرا گذارہ ہے جو کہ مبلغ ۔/۸/۵۴ بمعہ الاؤنس ماہوار ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں، کہ ماہ بماہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل

کرتا رہونگا۔ نیز یہ بھی وصیت کرتا ہوں، کہ میری وفات پر میری جو جائیداد ثابت ہو، اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ حافظ مبین الحق شمس احمدی اسسٹنٹ داروغہ نزول کوچہ مفتیاں شریف پورہ امرتسر۔ گواہ شد:۔ حشمت اللہ خان دوکاندار قادیان۔ گواہ شد:۔ محمد یامین تاجر کتب والد موصی۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۵۵۳۴:۔ منکہ محمد اسمٰعیل ولد عبدالعزیز قوم پل راجپوت عمر انسٹھ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء ساکن چک نمبر ۳۰ ڈاکخانہ راوتیانی تحصیل سنجھورو ضلع نواب شاہ سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۳/۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں البتہ ایک گرلز سکول چک نمبر ۳۰ میں مکتب کی صورت میں ہے، جس کی آمد کا اندازہ مبلغ یکصد روپیہ سالانہ ہے، علاوہ ازیں سولہ ایکڑ زمین کی آمد جس میں سے قریبًا نصف حصہ آمد کا مجھکو ملتا ہے، جس کی اندازًا آمدنی مبلغ ستر روپے ہے، زمین کا میں خود مالک نہیں ہوں۔ صرف اس کی آمد لینے کی مجھے بعض رشتہ داروں کی طرف سے میری زندگی تک اجازت ہے۔ گویا میری کل آمدنی سالانہ -/۱۷۰ روپے ہے میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اس آمد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ جو میں باقاعدہ ادا کرتا رہونگا۔ اور اگر میری وفات کیوقت میری کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اسکے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ محمد اسمٰعیل احمدی چک نمبر ۳۰ ڈاکخانہ راوتیانی ضلع نواب شاہ سندھ۔ گواہ شد حکیم احمد سعید چک نمبر ۲۴ ڈاکخانہ راوتیانی سندھ۔ گواہ شد:۔ پیر عبدالعلی قمر زمیندار چک نمبر ۲۴ سندھ۔

نمبر ۵۵۹۴:۔ منکہ مسعودہ بیگم زوجہ محمود حسن بنی اسرائیل عمر ۲۲ سال تاریخ بیعت ماہ دسمبر ۱۹۳۴ء ساکن قادیان محلہ دارالفتوح بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر -/۷۰۰ روپیہ بذمہ خاوندم محمود حسن بنی اسرائیل کارکن میک ورکس قادیان ہے۔ اور زیورات طلائی قیمتی یکصد روپیہ ہے۔ جو میرے قبضہ میں ہیں اسطرح کل رقم آٹھ صد روپیہ بنتی ہے جس کی میں وصیت کرتی ہوں اور درخواست کرتی ہوں کہ میری وصیت منظور فرمائی جاوے فقط المرقوم ۶ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ہش الامۃ:۔ مسعودہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد:۔ قمر الدین مولوی فاضل محلہ دارالرحمت۔ قادیان۔ گواہ شد:۔ محمود حسن بنی اسرائیل محلہ دارالفتوح۔ قادیان مبارک۔ خاوند موصیہ۔

نمبر ۵۵۹۹۔ منکہ شریفہ بیگم زوجہ قریشی محمد اکمل صاحب قوم قریشی عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۳/۳/۱۳۱۹ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ مہر پانصد روپیہ جسمیں سے اڑھائی صدر روپیہ میں اپنے خاوند سے بصورت زیور وصول کر چکی ہوں۔ اور باقی اڑھائی صدر روپیہ ابھی میرے خاوند کے ذمہ ہے، اسکے علاوہ سونے کا زیور وزنی ایک تولہ چار ماشہ قیمتی پچاس روپے اور چاندی کا زیورہ ۳ تولہ قیمتی ۳/۴ روپیہ ہے اور اسکے علاوہ میرے والد صاحب مرحوم کے ترکہ میں سے زمین قادیان اور ماچھیواڑہ ضلع لدھیانہ میں میری ملکیت ہے ان ہر دو جگہ کی اراضی کی موجودہ قیمت اڑھائی صدر روپیہ اندازاً ہے۔ علاوہ ازیں میرے پاس ایک سلائی کی مشین پرانی ہے جسکی قیمت اندازاً پچیس روپے ہے۔ اس طرح میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ مع بقیہ مہر مبلغ -/۳۴۸ روپے کی بنتی ہے۔ سو میں وصیت کرتی ہوں، کہ میری وفات کے وقت اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور میری وفات کے وقت اس کے علاوہ جو جائیداد بھی ثابت ہو، اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور جو رقم میں اپنی زندگی میں ادا کر کے رسید حاصل کرلوں وہ اس رقم میں سے منہا سمجھی جائیگی۔ کاتب الحروف محمد احسن قریشی قادیان۔
الامتہ۔ شریفہ بیگم۔ گواہ شد۔ محمد اکمل قریشی خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ حکیم عبدالرحمٰن قریشی برادر کلاں موصیہ ماچھیواڑہ ضلع لدھیانہ۔

Digitized by Khilafat Library

نمبر ۷۷۷۸۔ منکہ امۃ الحفیظ بیگم زوجہ چوہدری ذکاء اللہ خانصاحب قوم راجپوت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن شمیر ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۲/۱۰ہش حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ حسب ذیل ہے۔ منقولہ۔ زیورات گلوبند وزنی ۵ تولہ قیمتی ما عہ انگوٹھی طلائی عہ رچھیاں نقرئی جوڑا عہ رکانٹے طلائی عہ کل قیمت اندازاً دوصد روپیہ۔ میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ غیر منقولہ۔ زمین سفید دس مرلہ غیر مزروعہ واقعہ محلہ دارالبرکات قیمتی -/۲۰۰۔ یعنی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کل قیمتی چار صد روپیہ کے ۱/۱۰ حصہ یعنی للعہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ چھ صد روپیہ منجملہ ایک ہزار روپیہ زرِمہر جو میرے خاوند کے ذمہ ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ میں پوری کوشش کرونگی۔ کہ اپنی زندگی میں حصہ وصیت ادا کردوں لیکن اگر میں اپنی زندگی میں ادا نہ کرسکوں تو بعد وفات میرے ترکہ سے وصول کرلی جائے۔ الامتہ۔ امۃ الحفیظ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد۔ نعمت اللہ گوہر والد موصیہ۔ گواہ شد۔ محمد ذکاء اللہ خان بقلم خود شوہر موصیہ۔ گواہ شد۔ علی محمد بی۔اے بی۔ٹی۔ قادیان ۞

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں

Digitized by Khilafat Library

## پچیس روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں، مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہوگئی ہیں، اس لئے قیمت پچیس روپے کردی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ حصہ اول و دوم و سوم و پنجم
سرمہ چشم آریہ - ازالہ اوہام مکمل
آئینہ کمالاتِ اسلام
شہادت القرآن - نور القرآن
انجامِ آتھم
ایّام الصّلح
مسیح ہندوستان میں -

تریاق القلوب
تحفہ گولڑویہ
اربعین ہر چہار حصّہ
نسیمِ دعوت
تذکرۃ الشہادتین
نزول المسیح
لُجّۃُ النُّور

سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں:

## مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان

# ویدوں میں احمدؐ اور قادیان

## ایک دلچسپ مناظرہ

مولانا ناصر الدین عبداللہ صاحب مولوی فاضل، کاویہ تیرتھ، وید بھوشن، پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان سات سال تک بنارس میں سنسکرت اور وید پڑھکر آئے ہیں۔ آپ نے اتھروید سے ایک پیشگوئی نکالی ہے، جس میں ایک رشی احمد نام کی آمد کا ذکر ہے، اس رشی کا مقام قدون یعنی قادیان بتایا گیا ہے۔ چند روز ہوئے پنڈت ترلوک چند صاحب شاستری آریہ سماجی نے مولوی صاحب موصوف سے اس پیشگوئی پر تحریری مناظرہ کیا، جس کے پرچے ایک بڑے مجمع میں سُنائے گئے۔ اب یہ پرچے افادہ عام کے لئے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کئے گئے ہیں، یہ بحث علمی اعتبار سے بہت دلچسپ ہے۔

Digitized by Khilafat Library

رسالہ کے شروع میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل کا جو اس مناظرہ کے صدر تھے، دیباچہ ہے، جس میں اس بحث پر تبصرہ ہے۔ ایک رسالہ کی قیمت دو آنے۔ پچیس کی تین روپے۔ پچاس کی پانچ روپے اور سَو کی نَو روپے ہے۔ ہندو اصحاب میں تقسیم کرنے کے لئے آج ہی خط لکھکر طلب فرمائیں۔ بہت تھوڑی تعداد میں چھاپا گیا ہے۔

**مکتبہ احمدیہ قادیان**

# مُفرّح یاقوتی

Digitized by Khilafat Library

یہ مرد عورت کیلئے تریاقی نہایت تفریح بخش دل کو ہر وقت خوش رکھنے والی، دماغی، قلبی، اور عصبی کمزوری کے لئے ایک لاثانی دوا ہے۔ اس سے اولاد کی کثرت ہوتی ہے۔ زندگی کی رُوح اور جوانی کی جان ہے۔ آج ہی استعمال کر کے لطفِ زندگی اٹھایئے، عورتوں اور مردوں کے پوشیدہ امراض کے لئے اکسیر چیز ہے۔ حمل میں استعمال کرنے سے بچّہ نہایت تندرست اور ذہین پیدا ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے لڑکا ہی پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پانچروپے قیمت سُنکر نہ گھبرایئے۔ نہایت ہی مقوّی اور نہایت عجیب الاثر تریاقی مفرّح اجزاء مثلاً سونا، عنبر، موتی، کستُوری، جدوار، اصل یاقوت مرجان، کہربا زعفران، ابریشم مقرض کی کیمیاوی ترکیب انگور، سیب وغیرہ میوہ جات کا رس مفرّح ادویات کی رُوح نکال کر بنایا جاتا ہے۔ تمام مشہور حکیموں اور ڈاکٹروں کی مصدقہ دوائی ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان کے رؤساء امراء و معززین حضرات کے بیشمار سرٹیفکیٹ مفرح یاقوتی کی تعریف و توصیف کے موجود ہیں۔ چالیس سال سے زیادہ مشہور اور ہر اہل و عیال والے گھر میں رکھنے والی چیز ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضٰ اور تمام اکابرینِ ملّتِ احمدیہ اسکے عجیب الفوائد اثرات کا اعتراف کرتے ہیں۔ اسکے اندر کوئی زہریلی اور منشّی دوا شامل نہیں ہے دنیا بھر میں وہ انسان مفرح یاقوتی استعمال کرتے ہیں، جو کمزوری وغیرہ پر فتح حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جن کو جوانی میں خاص زندگی کے لطف اندوز ہونے کی آرزو ہے۔ مفرح یاقوتی بہت جلد اور یقینی طور پر پٹھوں اور اعصاب کو قوت دیتی ہے۔ عورت اور مرد اپنی طاقت اور جوانی کو اس کے ذریعہ سے قائم رکھ سکتے ہیں۔ تمام مفرّحات، مقوّیات اور تریاقات کی سرتاج ہے، پانچ تولہ کی ایک ڈبیہ صرف پانچروپے میں۔ ایک ماہ کی خوراک۔

دَواخانہ مرہم عیسےٰ حکیم محمد حسین بیرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

# تفسیر سروری

Digitized by Khilafat Library

یعنی

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے، اس کی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے۔ مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآنِ مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے۔ اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اس کے کُل دو ہزار صفحے ہیں۔ پہلے اس کی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اس کی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکے گا۔

## ملنے کا پتہ

## مینجر رسالہ ریویو۔ اُردو۔ قادیان